بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خبر متواتر کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر احمد حسن

فقه اسلامی کے مآخذ میں سنت ایک اهم اور بنیادی ماخذ هے۔ علماء اصول نے مختلف حیثیتوں سے اس کی تقسیمیں کی هیں۔ ان میں ایک تقسیم اتصال کے اعتبار سے بھی هے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کی حدیث هم تک کیسے پهنچی ؟ اس کی کئی صورتیں هو سکتی هیں۔ اگر اتصال کامل هو تو اس کو متواتر کهتے هیں۔ اتصال کامل سے مراد یه هے که هر دور میں اس کو بیان کرنے والے اس کثرت سے هوں که ان کا جھوٹ پر متفق هونا ناممکن هو۔ اگر اتصال میں صورت کے اعتبار سے شبه هو، معنی کے اعتبار سے نه هو تو اس کو مشهور کهتے هیں۔ یعنی دور صحابه میں ان سے ایک یا دو آدمی روایت کریں لیکن تابعین اور تبع تابعین کے دور میں روایت کرنے والوں کی تعداد اتنی کثیر هو که ان کا جھوٹ پر متفق هونا محال هو۔ اتصال کی تیسری قسم یه هے که صورت و معنی دونوں اعتبار سے اس میں شبه هو۔ یعنی صحابه، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں سے هر دور میں صرف ایک یا دو یا اس سے زیاده راویوں نے اس خبر کو روایت کیا هو، جو مشهور کی تعریف میں نه آتی هو۔ اس کو وه خبر واحد کهتے هیں (۱)۔ یه تقسیم علماء اصول کی هے۔

محدثین کے نزدیک اس کی مزید تفصیلات ھیں اور اس تقسیم میں وہ کہیں کہیں علماء اصول سے اختلاف کرتے ھیں ۔ اس مقالہ میں زیر بحث موضوع خبر متواتر ھے ۔ ذیل میں ھم اس کی تعریف ، شرائط ، حکم اور اس سے حاصل شدہ علم پر عقلی طور پر روشنی ڈالیں گے ۔

خبر متواتر پر بحث شروع کرنے سے پہلے مختصراً ھم نفس خبر پر گفتگو کرتے ھیں ۔ خبر کا لفظ خبار سے مشتق ھے ؛ جیسے نرم زمین پر قدم رکھنے سے غبار فضا میں پھیل جاتا ھے ، ایسے ھی خبر کے ذریعہ انسان اپنی بات کو دوسرے تک پہنچاتا ھے ۔ یہ قولی اور زبانی کلام کی ایک مخصوص قسم ھے ۔ لیکن یہ بات واضح رھے کہ خبر صرف زبان سے اپنی بات پہنچانے کا نام ھی نہیں ھے ، بلکہ کسی پیغام یا مفہوم کو کسی دوسرے ذریعہ یعنی اشارہ سے پہنچانے کو بھی خبر کہتے ھیں ۔ جیسے عربی کے اس مصرع میں ھے : تخبرک العینان ما القلب کاتم ۔ یعنی دل جس چیز کو چھپائے ہوئے ھے آنکھیں اس کی خبر دے رھی ھیں ۔ یا ابوا العلاء المعری کے اس شعر میں بھی لفظ خبر کا یہی مفہوم ھے جو انھوں نے بغداد سے رخصت ہوتے وقت کہا تھا :۔

نبی من الغربان لیس علی شرع　　یخبرنا ان الشعوب الی صدع

کوؤں میں سے ایک نبی ( خبر دینے والا ) جو کسی شریعت کا حامل نہیں ھے ، ھمیں یہ خبر دے رھا ھے کہ اب قبیلے بچھڑنے والے ھیں ۔ اس قسم کے اشعار یا عربی محاوروں سے معلوم ہوتا ھے کہ حالیہ اشارات یا معنوی دلائل کے لئے بھی خبر کا لفظ استعمال ہوتا ھے ۔ لیکن خبر کا غیر قول یا غیر کلام کے لئے استعمال مجازی ھے

حقیقی نہیں (۲)۔

خبر کی اصطلاحی تعریف میں علماء اصول کے درمیان سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام رازی اور آمدی وغیرہ نے مختلف تعریفات بیان کی ہیں اور ان کو رد کیا ہے۔ عام طور پر اس کی مندرجہ ذیل تین تعریفیں کی جاتی ہیں :

۱۔ الذی یدخله الصدق والکذب۔

خبر وہ کلام ہے جس پر سچ اور جھوٹ کا اطلاق ہو۔

۲۔ الذی یحتمل التصدیق والتکذیب۔

خبر وہ کلام ہے جس کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔

۳۔ انه کلام یفید بنفسه اضافة امر الی امرنفیا او اثباتا۔

خبر ایک ایسا کلام ہے جو خود ایک کام کی نسبت دوسرے کام کی طرف نفی یا اثبات میں کرے۔

امام رازی اور آمدی نے ان سب تعریفات پر اعتراض کئے ہیں۔ امام رازی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ خبر کی اصطلاحی تعریف ہی نہیں کی جا سکتی (۳)۔ لیکن شوکانی نے ان کے اس خیال کو رد کر کے اپنی ایک تعریف کے بارے میں کہا ہے کہ اس تعریف پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ ہے : الخبر ھو مایصح ان یدخله الصدق والکذب لذاته۔ یعنی خبر وہ کلام ہے جس پر ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا اطلاق ہو سکے۔ (۴) لیکن آمدی نے سابق تعریفوں کو رد کر کے اپنی تعریف کی ہے۔ اور اس کو مختار کہا ہے۔ وہ یہ ہے :

الخبر عبارة عن اللفظ الدال بالوضع علی نسبة معلوم الی معلوم سلباً او ایجاباً علی وجه یحسن السکوت علیه من غیر حاجة الی تمام

مع قصد المتكلم به الدلالة على النسبة او سـلبها (۵)۔

خبر ایک ایسے لفظ سے عبارت ہے جو وضع لفظ کے اعتبار سے کسی معلوم چیز کی نسبت کو دوسری معلوم چیز کی طرف نفی یا اثبات میں بتلائے ، اس طرح کہ سامع اس پر سکوت بہتر سمجھے ، اور مزید قیود کی ضرورت محسوس نہ کرے ۔ اور اس سے متکلم کا مقصد نفی یا اثبات میں اس نسبت کو بتلانا ہو ۔

آمدی نے خبر کی اس تعریف کا تجزیہ کیا ہے ۔ اور اس کی تقییدات کو بتا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ایک جامع اور مانع تعریف ہے۔

علمـاء اصـول کے نزدیک خبر کی تقسیمات کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں ، زیر نظر مقـالہ میں ہم صرف خبر متواتر سے بحث کریں گے ۔ خبر متواتر کی مشروعیت شرعاً یا عقلاً نہیں ہے ، بلکہ اس کا یقینی ہونا تجربہ اور عادت سے ثابت ہے ۔ امام غزالی نے دلیل برہان کے ضمن میں تواتر کی بحث کی ہے ۔ برہان کے مقدمات اگر یقینی ہیں تو نتیجہ بھی یقینی ہـوتا ہے ۔ اگر مقدمات ظنی ہیں تو نتیجہ بھی ظنی ہوتا ہے جس کو اصطلاح میں فقہی قیاس کہتے ہیں ۔ حصـول یقین کے آٹھ مدارک ہیں ۔ ان میں چھ سے حقیقی یقین حاصل ہوتا ہے ، اور ان میں دلیل برهـان کے مقـدمـات بننے کی صلاحیت ہے ۔ وہ چھ یہ ہیں ۔ (۱) اوّلیات ۔ یہ وہ خالص عقلی چیزیں ہیں جن میں حس اور تخیل کا کوئی دخـل نہـیں ۔ انسان بدیہی طـور پر اپنی طبیعت اور فطـرت سے ہـی اس کی تصدیق کرتا ہے ۔ جیسے انسان کے اپنے وجود کا عـلم ۔ ایک ہی چیز قدیم اور حادث نہیں ہو سکتی ۔ دو کا عدد ایک سے بڑا ہوتا ہے ۔

(۲) مشاہدات باطنہ ۔ انسان کو اپنی بھوک و پیاس اور خوشی و ڈر کے

بارے میں علم ھونا ۔ یہ حواس خمسہ یاعقلیہ میں شامل نہیں ھیں ۔ بلکہ بچوں اور جانوروں کو بھی اس کا علم ھوتا ھے ۔ اوّلیات کا علم جانوروں اور بچوں کو نہیں ھوتا ۔ (۳) محسوسات ظاھرہ ۔ برف سفید ھوتی ھے ، چاند گول ھے ، سورج روشن ھے ۔ یہ ایسے بدیہی حقائق ھیں جن کا انکار ممکن نہیں ، لیکن ان میں غلطی کسی رکاوٹ کے سبب ھوتی ھے ، مثلاً بعید فاصلہ یا بینائی میں کمزوری وغیرہ ۔ تجربیات ۔ اس کو اطراد عادات ( عموم عادات ) بھی کہا جاتا ھے ۔ مثلاً آگ جلاتی ھے ۔ روٹی سے پیٹ بھر جاتا ھے ۔ پتھر نیچے کی طرف گرتا ھے ۔ آگ اوپر کی طرف جاتی ھے ۔ شراب نشہ آور ھوتی ھے ۔ سقمونیا مسہل ھے ۔ یہ اور اس قسم کی چیزیں تجربہ پر مبنی ھیں ۔ اور ان لوگوں کے نزدیک یہ یقینی ھیں جنھوں نے ان کا تجربہ کیا ھے ۔ لیکن تجربیات حسیات سے مختلف ھیں ۔ یہ حسیات میں داخل نہیں ۔ (۵)متواترات : جیسے اس بات کا علم کہ دنیا میں ایک شہر مکہ کا وجود ھے ۔ یا امام شافعی زمانہ ماضی میں ایک مشہور فقیہ گذرے ھیں ۔ یا دن رات میں پانچ نمازیں فرض ھیں ۔ ان کا علم یقینی ھے ، لیکن محسوسات سے ماوراء ھے ، کیونکہ حس مکہ کے وجود کے بارے میں خبر دینے والے کی خبر کو سن کر یقین کرتی ھے ۔ اس کے بعد عقل اس کی تصدیق کرتی ھے ، اور بار بار سننے سے اس کا یقین حاصل ھوتا ھے ۔ تواتر میں خبر دینے والوں کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ۔ جیسے کسی چیز کی تحقیق میں نتیجہ تک پہنچنے کے لئے تجربوں کی تعداد مقرر نہیں کی جا سکتی ، کیونکہ ھر تجربہ کے بعد ایک نئی شہادت ملتی ھے۔ یہاں تک کہ ظن علم میں تبدیل ھو جاتا ھے ۔ اور یہ کب ایسا ھوتا

ھے ، اس کا کوئی وقت یالمحه بھی متعین نہیں کیا جا سکتا ۔ تواتر کی یہی صورت ھے ۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی ۔

(٦) قرائن ۔ علم یقینی صرف خبر دینے سے ہی حاصل نہیں ھوتابلکه قرائن سے بھی حاصل ھوتا ھے ۔ اس لحاظ سے خبر تین طرح کی ھوتی ھے ۔ مجرد خبر ، مجرد قرائن ، اور وہ خبر جس کے ساتھ قرائن بھی شامل ھوں ۔ قرائن مخبرین کے قائمقام ھوتے ھیں ۔ اس سے بھی ایسا ھی یقینی علم حاصل ھوتا ھے جیسے کسی مخبر صادق کی خبر سے حاصل ھوتا ھے ۔ قرائن پر مزید بحث آگے چل کر کریں گے ۔

مدارک یقین کے یه چھ درجے ھیں جن سے یقینی علم حاصل ھوتا ھے ۔ اس کے دو درجے اور بھی ھیں ، وھمیات اور مشہورات ۔ یه مذکورہ بالا چھ مدارک سے درجے میں کم ھیں ۔ (٦)

اس ساری بحث سے یه معلوم ھوا که تواتر مدارک یقین میں سے ایک مدرک ھے ۔ اس کی حجیت شرعی و عقلی نہیں ، بلکه عادت و تجربه پر مبنی ھے ۔ اس لئے شریعت نے بھی اس کو تسلیم کیا ھے ۔ محدثین اور علماء اصول تواتر پر مبنی احادیث کو یقینی سمجھتے ھیں ۔ لیکن تواتر سے فعلی احادیث زیادہ ثابت ھیں ، قولی بہت کم ۔

تواتر کے لغوی معنی ایک دوسرے کے پیچھے آنے کے ھیں یه وتر سے مشتق ھے ۔ ایک عربی محاورہ ھے "جاؤا تتری" یعنی وہ سب یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیچھے آئے ۔ قرآن مجید میں بھی یه لفظ مستعمل ھے : ثم ارسلنا رسلنا تترا ( المومنون ۔ ۴۴ ) یعنی پھر ھم نے مسلسل آگے پیچھے رسول بھیجے ۔ وتیرہ یعنی پخته عادت اسی سے ماخوذ ھے ۔

تواتر کی تعریف میں علماء اصول کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ھے ۔ لیکن اس کو جامع و مانع بنانے کے لئے ھر ایک نے اپنے طور پر اس کی تعریف کی ھے تاکہ مختلف تقییدات سے تعریف پر جو اعتراضات ھو سکتے ھیں ان سے بچا جا سکے ۔ چند تعریفات ملاحظہ ھوں ۔

۱۔ وحد ذلک ان ینقله قوم لایتوهم اجتماعهم وتواطؤهم علی الکذب لکثرة عدد هم و تباین امکنتهم عن قوم مثلهم ، هکذا الی ان یتصل برسول الله صلی الله علیه وسلم ۔ (۸)

"تواتر کی تعریف یہ ھے کہ کسی خبر کو اتنی تعداد میں لوگ نقل کریں کہ ان کی کثرت تعداد اور اختلاف مقامات کے سبب ان کا اکھٹا ھونا اور جھوٹ پر مخفی طور پر سمجھوتا کرنے کا تصور بھی نہ کیا جا سکے ، اور وہ اس خبر کو اتنی ھی تعداد میں لوگوں سے نقل کریں " اور اسی طرح نقل در نقل ھوتے ھوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچے " ۔

۲۔ فالمتواتر خبر جماعة مفید بنفسه العلم بصدقة ۔ وقیل بنفسه یخرج ما علم صدقهم فیه بالقرائن الزائدة علی ما لا ینفک عنه عادة وغیرها ۔ (۹)

"خبر متواتر وہ خبر ھے جو ایک جماعت نے دی ھو ۔ اور نفس خبر سے اس واقعہ کی سچائی کا علم ھو ۔ لفظ بنفسہ ( نفس خبر ) کی قید اس لئے بڑھائی ھے کہ اس سے اس جماعت کی خبر خارج ھو جائے جن کی سچائی اس خبر کے بارے میں نفس خبر سے معلوم نہ ھو ، بلکہ ایسے زائد قرائن سے معلوم ھو جو عادةً خبر کے لئے ناگزیر ھوتے ھیں ، یا قرائن کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے اس کی سچائی

کا علم ہو ۔"

آمدی نے تواتر اور متواتر کے درمیان فرق کیا ہے ۔ مذکورہ بالا دونوں تعریفیں خبر متواتر کی ہیں ، تواتر کی نہیں ۔ تواتر کی تعریف یہ ہے : تتابع الخبر جماعة مفید للعلم بمخبره ۔ یعنی کسی جماعت سے مسلسل کسی خبر کا نقل ہونا جو سامع کے لئے مفید علم ہو ۔ خبر متواتر کی تعریف انہوں نے یہ کی ہے :

التواتر عبارة عن خبر جماعة مفید بنفسه للعلم بمخبره ۔ (١٠)

"متواتر ایسی خبر سے عبارت ہے جو کسی جماعت نے دی ہو ، اور جس شخص کو خبر دی گئی ہو وہ خبر خود ( بنفسه ) اس کے لئے مفید علم ہو ۔"

آمدی نے اس تعریف کی شرح اس طرح کی ہے : خبر جنس ہے جس میں تواتر اور آحاد دونوں شامل ہیں ۔ لفظ جماعت کی قید سے خبر واحد نکل جاتی ہے ۔ مفید علم کی قید سے ایسی جماعت کی خبر خارج ہو جاتی ہے جو مفید علم نہ ہو ۔ بنفسه کی قید سے ایسی خبر خارج ہو جاتی ہے جو عقلی دلیل کے موافق ہو ، یا خبر دینے والوں کی سچائی کی کوئی تصدیق کرے ۔ لفظ بمخبره کی قید سے ایسی جماعت کی خبر خارج ہو جاتی ہے جو علم تو ہو لیکن اس شخص کیلئے نہ ہو جس کو خبر دی جا رہی ہے ۔ ایسی خبر کو بھی خبر متواتر نہیں کہتے ۔

ان سب تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ خبر متواتر ایک ایسی خبر ہے جو جماعت در جماعت نقل ہوتی آئی ہو اور نفس خبر سے ہی سامع کو اس واقع کا علم ہو ، نہ کہ قرائن یا کسی اور ذریعہ سے ۔

اب ہم ذیل میں خبر متواتر کی وہ تعریف نقل کرتے ہیں جو ہمیں

عام محدثین کے یہاں ملتی ھے ۔ امام سرخسی کی جو تعریف ہم نے اوپر نقل کی ھے وہ محدثین کی تعریف سے ملتی جلتی ھے ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے علماء اصول کی طرح اس کی مستقل تعریف بیان نہیں کی ۔ بلکہ اس کی چار شرطیں بیان کی ھیں ۔ اور ایسی خبر جس میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں ، خبر متواتر کہلاتی ھے :۔

فاذا جمع هذه الشروط الاربعة ، وهى عدد كثير ، احالت العادة تواطئهم و توافقهم على الكذب ، وردوا ذلک عن مثلهم من الابتداء الى الانتهاء وكان مستند انتهاء هم الحس ، وانضاف الى ذلک ان يصحب خبرهم افادة العلم لسامعه فهذا هوالمتواتر ۔ (۱۱)

"جب کسی خبر میں یہ چار شرطیں موجود ھوں تو اس کو خبر متواتر کہتے ھیں ، وہ شرطیں یہ ھیں : ناقلین خبر کی تعداد کثیر ھو ۔ ان کی آپس میں ہم آھنگی اور مخفی طور پر ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ھو ۔ شروع سے آخر تک ہر دور میں ان کی تعداد ایک ھی جیسی ھو آخر میں وہ کسی محسوس چیز سے استناد کرتے ھوں ، یعنی کوئی خالص عقلی مسئلہ نہ ھو ، بلکہ ھر شخص کہے کہ میں نے یہ دیکھا ھے یا فلاں سے سنا ھے ۔"

علماء اصول نے متواتر کی تعریف میں اس کی شرطیں بیان نہیں کیں ، بلکہ ایسی قیود لگائی ھیں جن سے وہ جامع و مانع بن سکے ۔ خبر متواتر کی شرطیں انھوں نے علیحدہ بیان کی ھیں ۔ محدثین نے اپنی تعریف میں خبر متواتر کے لوازم کو تعریف کہدیا ھے ۔ مثلاً کثرت تعداد ، جھوٹ پر متفق نہ ھونا ، ہر دور میں ان کی تعداد کی یکسانیت ، اور محسوس چیز کے بارے میں خبر دینا ۔ یہ متواتر خبر کے لوازمات ھیں ؟ خود خبر متواتر نہیں ھے ۔ لیکن مستلزم شے پر

کبھی خود شے کا اطلاق بھی کرتے ھیں ۔ اس لحـاظ سے اس کو درست کہا جا سکتا ھے ۔ محدثین کے یہاں عـلماء اصول کی طرح تواتر کی جامع و مانع تعریف موجود نہ ھونے کا سبب یہ ھے کہ تواتر کا تعلق اسناد سے نہیں ھے ۔ اور اسناد میں حدیث کی صحت اور ضعف سے بحث ھـوتی ھے ، تاکہ اس پر عمل کیا جائے یا ترک کـر دیا جـائے ۔ اس میں راویوں کی صفات اور ان کے طریق ادا پر گفتگو کی جاتی ھے ۔ اس کے برعکس متواتر میں رجال سے بحث نہیں ھوتی ، بلکہ اگر یہ ثابت ھو جائے کہ کوئی حدیث متواتر ھے ، تو بلاکسی بحث و تمحیص کے اس پر عمل کرنا ضروری ھو جـاتا ھے ۔

تواتر کی صحت تجربہ و عادت سے ثابت ھے نہ کہ عقل سے ۔ کیونکہ لوگوں کی تعداد چاھے جتنی بھی ھو ان کا جھوٹ پر متفق ھونا عقـلاً درست ھے ، عـادۃً نہیں ۔ اس لئے تواتر عـلم الـکلام یا اصول فقہ کا موضوع ھے ۔ اور ان علوم کی کتابوں میں اس کی جتنی تفصیلات ملتی ھیں اصول حدیث کی کتابوں میں اتنی نہیں ملتیں ۔

اصول حدیث کی کتابوں میں عام طور پر خبـر متواتـر کی دو قسمیں ملتی ھیں ۔ متواتر لفظی اور متواتر معنوی ۔ متواتر لفظی وہ حدیث ھے جس کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آخر تک تواتر کے ساتھ نقل کئے گئے ھوں ۔ جیسے مشھور حدیث ھے کہ جس نے میری طرف نسبت کر کے قصداً جھوٹ بولا اس کو چاھئیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے ۔ یا اس طرح بعض دوسری قولی احادیث جو متواتر کہی جاتی ھیں ۔ متواتر معنوی وہ خبر ھے جس میں جزئیات میں تواتر نہ ھو ، قدر مشترک تواتر سے ثابت ھو ۔ جیسے حاتم کی سخاوت کے بارے میں جزئی واقعات تواتر سے ثابت نہ ھوں ،

لیکن اس کی سخاوت ، جو اس کی سخاوت کے جزوی واقعات سے مترشح هوتی هے ، تواتر سے ثابت هے ۔ بعض احادیث تواتر معنوی سے ثابت هیں جیسے دعا میں هاتھ اٹھانا ۔ تقریباً ایسی سو احادیث هیں جو تواتر معنوی سے ثابت هیں ۔ (۱۴) لیکن علامه انور شاہ کشمیری نے تواتر کی چار قسمیں لکھی هیں :

۱۔ تواتر سند یا اسناد : کسی حدیث کے روایت کرنے والے هر زمانه میں شروع سے آخر تک اتنے لوگ رهے هوں که کسی زمانه میں بھی ان سب کا کسی بےاصل حدیث کی روایت کرنے پر آپس میں اتفاق کر لینا عادةً محال هو ۔ مثلاً رسول الله صلی الله علیه وسلم کی ایک مشهور حدیث هے که جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے یه حدیث تیس مختلف صحابیوں سے مختلف صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ مروی هے ۔

۲ ۔ تواتر طبقه : هر عهد کے لوگ اپنے سے پهلے عهد کے لوگوں سے کسی روایت یا عقیده یا عمل کو سنتے یا عمل کرتے چلے آئے هوں ۔ مثلاً قرآن کریم کا تواتر کے ساتھ هم تک پهنچنا ، که مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر اور هر عهد کے مسلمان اپنے سے پهلے عهد کے مسلمانوں سے بعینه اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ، اور حفظ و تلاوت کرتے چلے آئے هیں ۔ ماضی میں اگر هم اس کو عهد به عهد دیکھیں تو رسول الله صلی الله علیه وسلم کے زمانه تک یهی صورت نظر آئے گی ۔ اس میں نه کسی سند کی ضرورت هے اور نه کسی راوی کے نام لینے کی ۔ باقی هر عهد کے لوگوں کا دوسرے عهد کے لوگوں سے یه نقل کرنا اور اس پر یه یقین کرنا که یه قرآن وهی کتاب هے جو رسول الله صلی الله علیه وسلم پر نازل هوئی

تھی ، اس میں تو سب مسلمان شریک ھیں ۔ خواہ انھوں نے قرآن پڑھا ھو یا نہیں ۔

۳ ۔ تواتر عمل یا توارث : ھر زمانہ کے لوگ جن امور دین پر عمل کرتے چلے آئے ھوں اور وہ ان میں جاری و ساری رھے ھوں وہ سب امور دین متواتر ھیں ۔ مثلاً وضو ، وضو میں مسواک کرنا ، کلی کرنا ، ناک میں پانی ڈالنا ، نماز باجماعت ، اذان ، اقامت وغیرہ ۔

بعض احکام میں تینوں قسم کا تواتر جمع ھو جاتا ھے ۔ جیسے وضو میں مسواک کرنا ، کلی کرنا ، اور ناک میں پانی ڈالنا ۔ تواتر کی ان تینوں قسموں سے عدم واقفیت کے سبب بعض لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ متواتر احادیث و احکام بہت کم ھیں ۔ بعض احکام و مسائل ظاھر میں متواتر نہیں ھیں ، لیکن تلاش و تجسس کے بعد معلوم ھوتا ھے کہ وہ متواتر ھیں ۔

۴ ۔ تواتر قدر مشترک : اس سے مراد یہ ھے کہ بعض احکام و مسائل انفرادی طور پر متواتر نہیں ھیں ، لیکن قدر مشترک کے لحاظ سے متواتر ھیں ۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ۔ اگر ھم ھر ایک معجزہ کا سند و روایت کے لحاظ سے تجزیہ کریں تو انفرادی طور پر ھر معجزہ شاید متواتر ثابت نہ ھو سکے ۔ لیکن عمومی طور سے آپ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ھے ۔ کلی طور پر آپ سے معجزات کے صدور کا انکار تواتر کا انکار ھو گا ۔ اس کی ایک دوسری مثال بھی دی جا سکتی ھے ۔ حاتم کی سخاوت تواتر سے ثابت ھے ۔ لیکن اس کی سخاوت سے متعلق انفرادی واقعات کہ اس نے فلاں فلاں شخص کو فلاں فلاں چیز دی تواتر سے ثابت نہیں ۔ لیکن ان سب کی قدر مشترک یہ ھے کہ حاتم طائی ایک سخی اور

فیاض شخص تھا ۔ (۱۵)

اب ہم خبر متواتر کی شرائط پر بحث کرتے ہیں ۔ بعض شرائط کا تعلق مخبرین سے ہے ۔ بعض کا سننے والوں سے۔ مخبرین سے جن شرائط کا تعلق ہے وہ چار ہیں ۔ ان پر سب کا اتفاق ہے ۔ بلکہ ابن حاجب نے صرف تین ہی شمار کی ہیں ـــ چھ شرائط میں اختلاف ہے ۔ جن شرائط پر اتفاق ہے وہ یہ ہیں : ۔

۱ ۔ راوی اس کثرت سے ہوں کہ جھوٹ پر ان کا متفق ہونا محال ہو ۔

۲ ۔ جس چیز کے بارے میں وہ خبر دے رہے ہوں اس کا انھیں یقینی علـــم ہو ، نہ یہ کہ محـــض ظن و گمان سے وہ بات کہہ رہے ہوں ۔ مثلاً اہل بغداد کسی پرندے کے بارے میں یہ خبر دیں کہ وہ کبوتر ہے ، یا کسی شخص کے بارے میں خبر دیں کہ وہ زید ہے ، اور خود انھیں اس کا یقینی علـــم نہ ہو ، تو ان کی یہ خبر مفید علم نہ ہو گی ۔ اس لئے تواتر کی تعریف میں نہیں آئے گی ۔ (۱٦)

۳ ۔ خـــبر دینے والوں کا علم کسی محسوس چیز کے بارے میں ہونا چاہئیے نہ کہ عقلی دلیل سے متعلق ۔ مثلاً اہل بغداد حدوث عالم یا انبیاء کی سچائی کی خبر دیں تو یہ علم یقینی تواتر سے حاصل نہیں ہو گا ۔ کیونکہ تواتر کا تعلق محسوس چیزوں سے ہے نہ کہ عقلی دلیل سے ۔ (۱۷)

۴ ۔ یہ تینوں شرطیں خبر کی ابتداء ، درمیان ، اور انتہا تینوں حصوں میں موجود ہونی چاہئیں ۔ کیونکہ ہر دور میں مخبرین کی خبر مستقل ہوتی ہے ۔ اس لئے ہر دور میں ان شرائط کا اعتبار ہو گا یعنی ہر دور میں راویوں کی تعداد مساوی ہونی چاہئیے (۱۸)۔

خبر متواتر کے سننے والوں سے متعلق دو شرطیں ھیں ۔ اول یہ کہ جس چیز کے بارے میں خبر دی جاری ھے سننے والا اس کے علم کو قبول کرنے کی اھلیت رکھتا ھو ۔ دوم یہ کہ اس کو اس سے پہلے اس کا علم نہ ھو ۔ ورنہ یہ خبر اس کے لئے تحصیل حاصل ھو گی ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ خبر متواتر سے علم نظری حاصل ھوتا ھے ان کے نزدیک ان سب امور کا پہلے سے علم ھونا چاھئیے ۔ جو لوگ یہ سمجھتے ھیں کہ خبر متواتر سے علم ضروری حاصل ھوتا ھے ان کے نزدیک ان امور کا علم پہلے سے ضروری نہیں ۔ کیونکہ اس نظریہ کے ماننے والوں کے نزدیک خبر متواتر کے نتیجہ میں علم اللہ تعالی کے پیدا یا ودیعت کرنے سے ھوتا ھے ۔ جب سننے والے کو علم ضروری حاصل ھو گیا تو یہ علم خدا کے پیدا کرنے سے حاصل ھوا تو اس کو یہ معلوم ھو گیا کہ اس خبر میں سارے شرائط موجود ھیں ۔ اگر اس کو علم ضروری حاصل نہیں ھوا ، تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس خبر میں سارے یا بعض شرائط نہیں پائے جاتے ۔ خبر متواتر میں ان شرائط کے مکمل طور پر پائے جانے کی دلیل یہ ھے کہ خبر سے علم ضروری حاصل ھو جائے ۔ یعنی پہلے علم حاصل ھو ، اور یہ علم اس بات کی دلیل ھے کہ خبر متواتر کے سارے شرائط اس میں موجود ھیں ۔ اس کے برعکس اصول یہ نہیں ھے کہ ان شرائط کا علم پہلے حاصل ھو ، اور بعد میں خبر تواتر سے علم یقینی حاصل ھو (١٩)

علم ضروری و علم نظری پر بحث آگے آئے گی ۔

شروط فاسدہ یا مختلف فیہا شرائط چھ ھیں ۔

١ ۔ ایک گروہ کا خیال ھے کہ تواتر میں اشخاص کی تعداد کے لئے یہ شرط ھے کہ وہ اتنی بڑی ھو کہ وہ لوگ نہ کسی شہر میں سما

سکیں ، اور نہ ان کو گنا جا سکے ـ جمہور کا نقطۂ نظر اس کے خلاف ھے ـ آمدی کہتے ھیں کہ یہی بات حق ھے ـ اس کا سبب یہ ھے کہ بعض اوقات کسی واقعہ کے بارے میں ایک شہر کے باشندوں ، حاجیوں یا جامع مسجد کے نمازیوں کے خبر دینے سے یقینی علم حاصل ھو جاتا ھے ـ حالانکہ ان کی تعداد محدود ھوتی ھے ـ

تواتر میں تعداد اشخاص کے بارے میں مزید بحث ھم آگے چل کر کریں گے ـ

۲ ـ کچھ لوگوں کا خیال ھے کہ متواتر خبر کے لئے یہ شرط ھے کہ خبر دینے والوں کے نسب ، وطن اور دین مختلف ھوں ـ یہ شرط اس لئے فاسد ھے کہ بالفرض ایک شہر کے باشندے جن کے دین اور نسب ایک ھوں اور کسی واقعہ کے بارے میں جو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ھو خبر دیں ، تو ان کی اس خبر سے حصول علم ممتنع نہیں ھے ـ

۳ ـ بعض فقہاء (۲۰) نے یہ شرط لگائی ھے کہ خبر دینے والے مسلمان اور عادل ھونے چاھئیں کیونکہ کافر جھوٹ بھی بول سکتا ھے اور تحریف بھی کر سکتا ھے ـ اس کے برعکس ایک عادل مسلمان ھمیشہ سچ اور حق بات کہتا ھے ـ یہی وجہ ھے کہ اجماع کے لئے اسلام شرط ھے ـ اگر اسلام اور عدالت کی شرط کو ختم کر دیا جائے اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ کافروں کی خبر متواتر سے بھی علم یقینی حاصل ھو سکتا ھے ، تو اس صورت میں عیسائیوں کے یہ عقائد کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کیا گیا تھا ، یا تثلیث کا عقیدہ درست ھے کیونکہ ابتداء سے ان کا یہ عقیدہ چلا آ رہا ھے ، جیسا کہ تواتر سے وہ اس کو نقل کرتے چلے آئے ھیں ، ایسے ھی یہودی اور مجوسی جو عقائد نقل کرتے آئے ھیں وہ سب صحیح اور درست ھیں ـ

کیونکه وه سب تواتر سے نقــل هوتے چلے آ رهے هیں ۔ اس کا جواب یه هے که اگر کسی واقعه کے بارے میں لاتعداد آدمی خبر دیں تو جھوٹ کا امکان ختم هو جاتا هے ، جیسے کسی شهر کے باشندے اپنے بادشاه کے قتل هونے کے بارے میں خبر دیں ، چاهے وه کافر هی کیوں نه هو تو اس کو سچ هی سمجھا جائے گا ۔ عیسائیوں کے حضرت عیسی علیه السلام کے بارے میں مصلوب هونے کا عقیده ، یا تثلیث کا عقیده ، ایسے هی دوسرے مذاهب کے بارے میں جو عقائد تواتر سے ثابت هیں ، تو درحقیقت ان کو مــتواتر کهنا هی درست نهیں ۔ تواتر کے لئے یه شرط هے که ابتداء ، درمیان ، اور آخر میں خبر دینے والوں کی تعداد برابر هو ۔ ان کی اس قسم کی خبر میں تواتر کے جمله شرائط نهیں پائے جاتے ، نیز قرآن مجید بھی ان عقائد کی تردید کرتا هے ، اس لئے ان کو متواتر نهیں کها جا سکتا ۔ ابتداء میں چند آدمیوں نے یه خبر دی تھی ، بعد میں یه مشهور هو گئی ۔

جهاں تک اجماع میں اسلام کی شرط کا تعلق هے ، تو یه بات واضح رهنا چاهئیے که اجماع کی حجیت سمعی دلائل ( قرآن و سنت) سے ثابت هے نه که عقلی دلائل سے ۔ اس لئے فقهاء نے اس میں مسلمان هونے کی شرط لگائی هے ، اس کے برعکس تواتر عادت و تجربه پر مبنی هے ۔ قرآن و سنت کی نصوص سے ثابت نهیں هے ۔

۴ ۔ ایک گروه نے تواتر کے لئے یه شرط لگائی هے که خبر دینے والوں کو تلوار کے ذریعه خبر دینے پر مجبور نه کیا جائے ۔ یه شرط اس لئے فاسد هے که اگر ان کو سچ پر مجبور کیا گیا هے تو ان کی اس خبر سے حصول علم ممتنع نهیں هے ، یه خبر اس صورت میں بھی سچ هوتی جب ان کو مجبور نه کیا جاتا ۔ مثلاً کسی ملک کا بادشاه اپنے

شہریوں کو کسی محسوس چیز یا واقعہ کے بارے میں خبر دینے پر مجبور کرے ، تو ہمیں ان کی اس خبر سے اس واقعہ کے بارے میں علم ہو جائے گا : بلکہ اسی طرح جب وہ بغیر کسی دباؤ یا مجبوری کے خبر دیتے ۔۔ تاہم ان کو جھوٹ بولنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو ان کی اس خبر سے حصول علم ( اس واقعہ کے بارے میں صحیح و یقینی علم ) ممتنع ہو گا ، کیونکہ اس میں ایک شرط مفقود ہے ۔ وہ یہ کہ تواتر میں کسی محسوس شے کے بارے میں خبر دینا ضروری ہے ۔ لیکن جھوٹ ہونے کے سبب اس کو معلوم و محسوس نہیں کہا جا سکتا ۔

۵ ۔ شیعہ فقہاء اور ابن الراوندی خبر متواتر کے لئے خبر دینے والوں کے درمیان امام معصوم کا وجود ضروری سمجھتے ہیں تاکہ وہ جھوٹ پر متفق نہ ہو سکیں ۔ یہ شرط اس لئے فاسد ہے کہ ہم عقلی طور پر دیکھیں کہ اگر کسی کافر ملک کے سارے باشندے اپنے بادشاہ کے قتل یا اپنے کسی شہر پر قبضہ کی خبر دیں تو ان کی اس خبر سے اس واقعہ کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو گا ، اگرچہ وہ سب کافر ہیں اور امام معصوم ان کے درمیان موجود نہیں ہے ۔ بالفرض اس شرط کو درست تسلیم کر بھی لیں ، تب بھی اس واقعہ کے بارے میں علم امام معصوم کے خبر دینے سے حاصل ہو گا نہ کہ تواتر سے ۔

٦ ۔ یہودی تواتر کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ خبر دینے والوں میں غریب ، مسکین ، رذیل ، خستہ حال اور نیچے طبقہ کے لوگ شامل ہوں ۔ کیونکہ اگر اس قسم کے لوگ ان میں شامل نہیں ہوں گے ، تو شرفاء اور اونچے طبقہ کے لوگ اپنی کسی غرض کے سبب جھوٹ پر متفق ہو سکتے ہیں ۔ نیز یہ کہ نیچے طبقہ کے لوگوں میں جھوٹ پر

مواخذہ کا خوف انہیں جھوٹ بولنے سے روکے گا ۔ یہ شرط بھی فاسد ہے ۔ اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو عیسی علیہ السلام کے معجزات کے بارے میں جن لوگوں نے خبر دی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کے بارے میں جن لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں وہ رذیل ، مسکین اور خستہ حال لوگ نہیں تھے ۔ بلکہ شرفاء اور اکابر تھے ۔ عقلی طور پر بھی یہ شرط درست نہیں ہے، کیونکہ اگر شرفاء کسی واقعہ کی خبر دیں تو وہ جلد عام ہو جاتی ہے اور ان کے جھوٹ بولنے کا امکان بھی کم ہوتا ہے ، کیونکہ وہ جھوٹ بولنا اپنی شرافت اور مرتبہ سے گرا ہوا سمجھتے ہیں (۲۱) ۔

خبر متواتر کی چار شرطوں میں ایک شرط تعداد مخبرین سے متعلق ہے ۔ مختلف فقہاء نے اپنے اجتہاد کی بنا پر تعداد مقرر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ ہمیں اصول فقہ کی کتابوں میں یہ تعداد چار ، پانچ ، بارہ بائیس ، چالیس اور ستر ملتی ہے ، اور ہر تعداد کی تائید میں قرآن مجید کی آیات یا احادیث پیش کی گئی ہیں ۔ علماء اصول نے اس تعداد پر تفصیل سے بحث کی ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تواتر کے لئے مخبرین کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ۔ اور اس تعیین کا کچھ بھی فائدہ نہیں ۔ اصول حدیث کی کتابوں میں اسی کی تردید کی گئی ہے (۲۲)

امام غزالی نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی ہے ۔ ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں ۔ خبر متواتر میں مخبرین کی تعداد کو تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ ناقص ، کامل اور زائد ۔ ناقص وہ تعداد ہے جو مفید علم نہ ہو ۔ کامل وہ ہے جو مفید علم ہو ۔ زائد وہ ہے جس کا کچھ حصہ مفید علم ہو ۔ حصول علم کے لئے

جتنی تعداد کافی ہوتی ہے ، اس قسم میں اس سے زیادہ تعداد ہوتی ہے ۔ ان تینوں قسموں میں کامل وہ قسم ہے جس کی تعداد افادۂ علم کے لئے سب سے کم ہوتی ہے ۔ لیکن یہ تعداد نہ معین ہے اور نہ ہمیں اس کا علم ہوتا ہے ۔ تاہم علم ضروری حاصل ہونے کے بعد اس بات کا یقین کر لیا جاتا ہے کہ مخبرین کی تعداد کامل ہے ۔ لیکن خبر متواتر میں اس کا عکس نہیں ہوتا ہے ۔ اس سے متعلق یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ جب مخبرین کی کامل تعداد سے کسی واقعہ سے متعلق خبر متواتر کی صورت میں علم یقینی حاصل ہوتا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ بعض واقعات میں اسی کامل تعداد کے خبر دینے کے باوجود اس سے یقین علم کا حصول نہ ہو ؟ ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ یہ محال ہے ۔ جب اس تعداد سے ایک واقعہ کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو گا تو ہر واقعہ کے بارے میں ایسا ہی ہو گا ۔ اور جب ایک شخص کو یہ علم حاصل ہو گا تو سننے والوں میں جتنے اشخاص شامل ہیں ان سب کو یکساں علم حاصل ہو گا ۔ اور اس میں اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام غزالی فرماتے ہیں کہ قاضی ابو بکر باقلانی کی یہ بات درست ہے ، بشرطیکہ خبر کے ساتھ کوئی قرائن موجود نہ ہوں ، کیونکہ مجرد تعداد کی طرف علم یقینی کی نسبت نہیں کی جاسکتی

اور تمام واقعات اور تمام اشخاص کی طرف کثرت تعداد کی نسبت ایک ہی جیسی ہوتی ہے ۔ ہاں اگر خبر کے ساتھ قرائن بھی موجود ہوں تو اشخاص و واقعات کے اختلاف سے علم میں اختلاف ہو سکتا ہے ۔ تاہم قاضی ابو بکر باقلانی قرائن کی افادیت کا انکار کرتے ہیں ۔ اور ان کے نزدیک قرائن کے ہونے یا نہ ہونے سے علم

پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ امام غزالی ان کے اس نظریہ کی تردید کرتے ہوئے قرائن کے حق میں دلائل دیتے ہیں ۔

اگر خبر دینے والوں کی تعداد کثیر ہو تو تنہا خبر بھی مفید علم ہو سکتی ہے ، چاہے وہاں کوئی قرینہ موجود نہ ہو ۔ اسی طرح صرف قرائن بھی مفید علم ہو سکتے ہیں ، چاہے کوئی خبر نہ دے ۔ اس لئے خبر دینے ( اخبار ) کے ساتھ قرائن کو بھی ملایا جا سکتا ہے ۔ اس لحاظ سے بعض قرائن خبر دینے والوں کی تعداد کے ایک حصہ کے قائمقام ہو سکتے ہیں ۔ یہ امر قرائن کی حقیقت اور ان کی دلالت سے واقفیت کے بعد ہی واضح ہو سکتا ہے ۔ ہم بعض چیزیں جانتے ہیں لیکن محسوس نہیں کر سکتے ۔ مثلاً ایک شخص کسی سے محبت کرتا ہے ، یا اس سے بغض رکھتا ہے ، یا اس سے ڈرتا ہے ، یا شرماتا ہے ، یہ ایسے حالات ہیں جو کسی محبت کرنے والے یا بغض رکھنے والے کے دل میں ہوتے ہیں ۔ جس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ۔ بلکہ کچھ ایسی علامات ہیں جو فرداً فرداً قطعی نہیں ہوتیں ، اور ان میں شک و شبہ کا احتمال ہوتا ہے ۔ اور ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ دیکھ کر ایک ضعیف سا اعتقاد دل میں پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن جب ایک علامت کی توثیق دوسری اور تیسری اور مزید علامتوں سے ہو جاتی ہے ، تو چاہے انفرادی طور پر ان میں شک و شبہ کی گنجائش ہو لیکن مجموعی طور پر ان سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے ۔ جیسے خبر متواتر میں ایک شخص کی خبر میں احتمال ہو سکتا ہے ، لیکن اگر سب کی خبروں کو مجموعی طور پر ملا کر دیکھا جائے تو یہ موجب علم یقین ہوتی ہیں ۔ اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں ۔ کسی عاشق کا عشق اس کے

قول سے نہیں افعال سے پہچانا جاتا ہے - مثلاً وہ اپنے محبوب کی خدمت کرتا ہے - اس کے لئے مال خرچ کرتا ہے - اس کی مجلس میں ہر وقت موجود رہنا چاہتا ہے - چلتے پھرتے اس کے ساتھ لگارہتا ہے ، اس کے فراق سے بےچین و پریشان ہو جاتا ہے - اگر ان میں سے ہر فعل پر علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے تو محبت کے علاوہ اس کی غرض دوسری بھی ہو سکتی ہے ، لیکن ان سب کو ملا کر دیکھیں تو یقین کے ساتھ یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے - ایسے ہی غصہ کی حالت ہے جس میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے جو صرف ایک علامت ہے - امام شافعی نے قرائن کی حجیت ثابت کرنے کے لئے بچہ کے دودھ پینے کی مثال دی ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بچہ اپنی ماں کے پستان سے یکے بعد دیگرے دودھ کے گھونٹ پی رہا ہے - اس کو دیکھ کر ہم یہ یقین کر لیتے ہیں کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچ رہا ہے ، اگرچہ ماں کے پستان پوشیدہ ہیں ، اور وہ ہمیں نظر نہیں آتے - ایسے ہی ہمیں ان میں سے دودھ نکلتا ہوا بھی نظر نہیں آتا ، کیونکہ پستان کا سرا بچہ کے منہ میں ہے - اور وہ چھپا ہوا ہے - تاہم بچہ کی دودھ پینے کی آواز اور حلق کی حرکت اس بات کی علامات ہیں کہ بچہ دودھ پی رہا ہے اور وہ اس کے پیٹ میں جا رہا ہے - یہاں یہ ایک احتمال ہو سکتا ہے کہ پستانوں میں دودھ نہ ہو اور بچہ بغیر دودھ کے صرف پستان ہی چوس رہا ہو- لیکن یہاں بعض دوسرے قرائن بھی موجود ہیں مثلاً یہ کہ نوجوان عورت کے پستان دودھ سے خالی نہیں ہوتے - اور ان کے سروں میں سوراخ بھی ضرور ہوتا ہے - بچہ کی طبیعت اور مزاج ایسا ہے کہ اس کے چوسنے سے دودھ باہر آ جاتا ہے -

اور اس کے خلاف شاذ و نادر ھی ھوتا ھے ۔ امام غزالی کہتے ھیں ان سب قرائن کے ساتھ ایک قرینہ کا اور بھی اضافہ کیا جا سکتا ھے ۔ بچہ جب بھوکا ھوتا ھے تو وہ روتا ھے ۔ بچہ کا دودھ پیتے ھوئے خاموش رھنا اس بات کا قرینہ ھے کہ دودھ اس کے پیٹ میں جا رھا ھے اور وہ سیر ھو گیا ھے ۔ بعض اوقات تکلیف اور درد کے سبب سے بھی روتا ھے ۔ لیکن جب تکلیف دور ھو جاتی ھے تو وہ خاموش ھو جاتا ھے ۔ ایسے ھی جب دودھ سے اس کا پیٹ بھر جاتا ھے اور بھوک دور ھو جاتی ھے تو وہ خاموش ھو جاتا ھے ۔ قرائن کی یہ سب مثالیں دے کر امام غزالی قرائن کی حیثت بیان کرتے ھیں ۔

فاقتر ان هذه الدلائل کاقتران الاخبار و تواترها ، وکل دلالة شاهدة يتطرق اليها الاحتمال ، كقول كل مخبر على حياله ، وينشأ من الاجتماع العلم ۔ وکان هذا مدرک سادس من مدارک العلم سوى ما ذكرناه فى المقدمة من الاوليات والمحسوسات والمشاهدات الباطنة والتجربيات ، والمتواترات ، فيلحق هذا بها ۔

"ان دلائل ( قرائن ) کا آپس میں ملانا ، کئی خبروں کو ملانے اور متواتر خبر کی طرح ھے ۔ ھر دلیل ( قرینہ ) کی حیثیت ایک گواہ کی سی ھے ، جس میں شک و شبہ راہ پاسکتا ھے ، جیسے ھر خبر دینے والے کا قول بھی اسی کے مقابلہ میں ھے ( اس میں بھی شک و شبہ ھو سکتا ھے ) گویا قرائن بھی مدارک علم میں سے چھٹا مدرک ھے ، ان مدارک کے علاوہ جن کا ذکر ھم نے مقدمہ میں کیا ھے یعنی اولیات ، محسوسات ، مشاھدات باطنہ ، تجربیات اور متواترات ۔ اس لئے قرائن کو بھی ان مدارک کے ساتھ ھی ملایا جائے گا ۔"

قرائن کی حیثیت متعین ہونے کے بعد اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مخبرین کی تعداد ناقص ہو تو ان کے ساتھ قرائن ملا کر اس کو خبر متواتر کے حکم میں سمجھا جائے گا ۔ یہ بات واضح رہے کہ مخبرین کی کامل تعداد جو مفید علم ہے ضروری ہے ؛ اس کے ساتھ قرائن کے ملانے کی ضرورت نہیں ۔ اگر تعداد ناقص ہو تو اس کے ساتھ قرائن ملا کر پورا کیا جا سکتا ہے ۔ اس کا حکم بھی متواتر کا ہو گا ۔ لیکن اگر تعداد ناقص ہے اور قرائن بھی موجود نہیں تو ایسی خبر مفید علم یقین نہیں ۔ ناقص تعداد اور قرائن کی مثال یہ ہے ۔ اگر پانچ یا چھ آدمی کسی شخص کی موت کے بارے میں خبر دیں تو محض ان کی سچائی کے سبب اس سے علم یقینی حاصل نہیں ہو گا ۔ لیکن ان کی خبر کے ساتھ یہ قرائن بھی ملالیں کہ اس شخص کا باپ جب گھر سے باہر آیا تو ننگے سر اور ننگے پیر ، پھٹے کپڑوں میں ملبوس اور پریشان حال تھا ۔ ایک شریف ، عالی مرتبہ اور بڑا آدمی ہونے کے باوجود اپنا چہرہ اور سر پیٹ رہا تھا ۔ یہ سب اس بات کے قرائن تھے کہ وہ اپنی عادت اور شرافت کے خلاف کسی ضرورت سے ہی ایسا کر رہا ہو گا ۔ اس لئے ان قرائن کو ان پانچ چھ آدمیوں کی خبر کے ساتھ ملا کر یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ اس کے بیٹے کی وفات ہو گئی ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناقص تعداد میں قرائن اپنی تاثیر کے اعتبار سے بقیہ تعداد کے قائمقام ہوتے ہیں ۔ اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے ، کیونکہ تجربہ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے ۔ امام غزالی مزید مثالوں سے سمجھانے کے بعد کہتے ہیں کہ قرائن کی تاثیر سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ معلوم نہیں قاضی ابو بکر

باقلانی نے ان کا کیونکر انکار کیا ہے اور ان کی دلیل کیا ہے ؟ وہ کہتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعات اور اشخاص کے اختلاف سے خبر دینے والوں کی تعداد میں اختلاف ہو سکتا ہے ، مثلاً طبعی طور پر ایک شخص کا اخلاق کی طرف زیادہ میلان ہو ، اس وجہ سے کسی خبر کو سنتے ہی وہ اس کی تصدیق کر دیتا ہے ۔ یہ چیز قرائن قائمقام سمجھی جائے گی ۔ اور قرائن بعض خبر دینے والوں کے قائمقام ہوتے ہیں ۔ (٢٣)

امام الحرمین ، امام غزالی ، آمدی اور ابن الحاجب کا نظریہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص بھی خبر دے اور اس کی تائید میں قرائن موجود ہوں تو یہ خبر بھی مفید علم یقینی ہے ۔ (٢٤)

امام الحرمین بھی قرائن کو بہت اہمیت دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک قرائن سے حاصل شدہ علم بدیہی ہے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے ۔ ان کے خیال میں عادات سے جو علوم حاصل ہوتے ہیں وہ قرائن حالات پر مرتب ہوتے ہیں ۔ ان کو نہ کسی محدود ضابطہ میں مقید کیا جا سکتا ۔ اور نہ ہی ان کے وقوع کے بعد ان کا انکار کیا جا سکتا ۔ ایک شرمندہ شخص کی شرمندگی کا علم اس کے چہرہ پر آثار و قرائن سے ہوتا ہے ۔ ایسے ہی جو شخص خوفزدہ ہو ، نشہ میں مست ہو ، یا غصہ میں بھرا ہو ، ان سب حالتوں کا علم قرائن سے ہی ہوتا ہے ۔ اسی سبب سے ان کے نتیجہ میں مرتب و حاصل شدہ علم بدیہی ہوتا ہے ۔ اگر کوئی شخص قرائن کو منضبط کرنے اور ایک کو دوسرے سے ممیز کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں ہے ، کیونکہ قرائن کا انحصار مختلف اشخاص اور حالات پر ہوتا ہے (٢٥) ۔

زیر بحث مسئلہ تواتر میں مخبرین کی تعداد کا تھا ۔ درمیان میں

ناقص تعداد کی صورت میں قرائن کی بحث آ گئی تھی ـ اب ھم اس بحث کو مکمل کرتے ھیں ـ تواتر میں مخبرین کی تعداد متعین نہیں کی جا سکتی ـ نہ کم سے کم ، نہ زیادہ سے زیادہ ـ تواتر سے علم ضروری حاصل ھوتا ھے ، یعنی ایسا علم جس کو آدمی تسلیم کرنے پر مجبور ھو جائے ـ یہ کتنے اشخاص کی خبر دینے سے حاصل ھوتا ھے اس کا علم اللہ تعالی کو ھے ـ اس کے جاننے کی کوئی صورت بھی نہیں ھے ـ امام غزالی نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ھے ـ ھمیں اس کا علم نہیں ھے کہ ھمارے پاس شہر مکہ ، امام شافعی اور دوسرے انبیاء کے بارے میں متواتر خبریں پہنچنے کے بعد ان کے وجود کا علم یقینی کس لمحہ حاصل ھوا ـ یہ سو سال میں بھی ھو سکتا ھے اور دو سو سال بعد بھی ـ اس کا تجربہ کرنا بہت مشکل ھے اس کو ھم ایک دوسری مثال سے بھی سمجھ سکتے ھیں ـ بازار میں ایک شخص کے قتل کا واقعہ پیش آتا ھے ـ مقام قتل سے کچھ لوگ آکر اس کے قتل کے بارے میں ھمیں خبر دیتے ھیں ـ ان میں سے جب پہلا شخص خبر دیتا ھے تو اس سے ھمارے ظن کو تحریک ھوتی ھے ـ جب دوسرا اور تیسرا شخص اسی بات کو دھراتا ھے تو اس سے اس کی توثیق ھو جاتی ھے ـ اور جوں جوں مخبرین کی تعداد میں اضافہ ھوتا جاتا ھے اس خبر کی مزید تصدیق ھوتی جاتی ھے ، یہاں تک کہ یہ خبر اتنی مشہور ھو جاتی ھے کہ لوگ اس کے ماننے پر مجبور ھو جاتے ھیں ـ اور انھیں اس میں کسی طرح کا تردد اور شک و شبہ باقی نہیں رھتا ـ اسی کو علم ضروری کہتے ھیں ـ لیکن یہ علم ضروری ھمیں کس لمحہ حاصل ھوا ، اس کا علم بہت دشوار ھے ـ کیونکہ

اس خبر کے بارے میں یقین کی قوت آهسته آهسته بڑھتی ھے ، اور اس تدریج کا کسی کو علم نہیں ھو سکتا ، جیسے بچه سن تمیز سے بالغ ھو جاتا ھے ، صبح کی روشنی بڑھتے بڑھتے حد کمال کو پہنچ جاتی ھے ، اور روئے زمین کو روشن کر دیتی ھے ـ اس تدریجی ترقی کے مراحل کا علم انسانی طاقت سے ماوراء ھے ـ تاهم جن فقہاء نے خبر تواتر کے لئے چالیس یا ستر یا مخبرین کی ایسی ھی کوئی تعداد مقرر کی ھے وہ بے سود ھے ـ اس سے علم ضروری حاصل نہیں ھو سکتا ـ ھاں علم ضروری کے حصول کے بعد ھم یہ کہہ سکتے ھیں مخبرین کی تعداد جو اللہ تعالی کے نزدیک کامل ھے ، اس خبر میں موجود ھے جس سے علم ضروری حاصل ھوا ھے ـ یہاں ایک سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ جب تواتر میں مخبرین کی کم سے کم تعداد کا بھی ھمیں علم نہیں تو ھمیں یہ کیسے معلوم ھوتا ھے کہ تواتر سے علم یقینی حاصل ھو گیا ؟ ـ امام غزالی اس کا جواب یہ دیتے ھیں کہ ھم یقین کے ساتھ یہ جانتے ھیں کہ روٹی سے پیٹ بھر جاتا ھے ، پانی سے پیاس بجھ جاتی ھے ، اور شراب سے نشه آتا ھے ـ لیکن ھمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ اثرات کم سے کم کتنی مقدار کے استعمال سے پیدا ھوتے ھیں ـ کیونکہ یہ بھی مختلف اشخاص کے مزاج اور طبیعتوں پر منحصر ھے ـ قرائن کے بارے میں بھی ھم یہ جانتے ھیں کہ ان سے علم یقین حاصل ھوتا ھے ، لیکن ان کی اجناس کو محصور کر دینا اور ان کے کم سے کم درجه کو منضبط کرنا ممکن نہیں ـ (۲٦)

اسی سے متعلق ایک مسئلہ یہ ھے کہ اگر لوگوں کی کثیر تعداد (عدد کامل ) کسی واقعه کے بارے میں خبر دے لیکن ان کی خبر سے

لوگوں کو ان کی سچائی اور اس واقعہ پر یقین نہ آئے ، تو اس صورت میں یقینی طور پر یہ سمجھا جائے گا کہ وہ جھوٹ بول رہے ھیں ۔ کیونکہ یقینی علم کے حصول کے لئے دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ھے ۔ پہلی شرط یہ ھے کہ تعداد مکمل ھو ۔ اور دوسری شرط یہ ھے کہ جس واقعہ کے بارے میں وہ خبر دے رھے ھیں اس کے بارے میں ان کو پورا یقین ھو اور مشاھدہ کے بعد انھوں نے اس کی خبر دی ھو ۔ اس سے ظاھر ھے کہ کامل تعداد ھونے کے باوجود اگر یقینی علم حاصل نہیں ھوتا تو اس میں دوسری شرط مفقود ھو گی۔

اس خبر سے یہی سمجھا جائے گا کہ یا تو وہ سب کے سب جھوٹ بول رھے ھیں یا ان میں سے بعض ، یا جس چیز کو وہ مشاھدہ کہتے ھیں وہ محض ان کا وھم اور ظن ھے ، یا قصداً جھوٹ بول رھے ھیں۔

ورنہ دونوں شرطوں کی موجودگی میں علم ضروری کا حصول یقینی تھا ۔ (۲۷) یہ بات واضح رھے کہ کسی خبر کا کثیر متعداد میں لوگوں کا نقل کرنا اس بات کی دلیل نہیں ھے کہ وہ خبر سچی ھے ۔ اسی لئے خبر متواتر کے لئے صرف کثر تعداد کافی نہیں ھے بلکہ دوسرے شرائط بھی ھیں ۔ امام الحرمین نے اس کو ایک مثال سے سمجھایا ھے ۔ وہ کہتے ھیں کہ بعض اوقات قرائن کے ساتھ ایک آدمی کی خبر سے بھی یقینی علم حاصل ھو جاتا ھے ۔ لیکن بعض اوقات جم غفیر کی خبر بھی جھوٹی نکلتی ھے ۔ مثلاً ایک ملک کا بادشاہ کسی دوسرے ملک پر حملہ کرنا چاھتا ھے ۔ اور اپنی فوجی طاقت کو چھپانے کے لئے وہ ایک جنگی چال چلتا ھے کہ فوج کے تمام اعلی حکام اور سپہ سالاروں کو باھمی مشورہ سے کوئی جھوٹ بات کہنے پر آمادہ کر لیتا ھے ۔ اس طرح ساز باز کے ذریعہ خفیہ طور

پر وہ سارے جھوٹ بولنے پر متفق ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے تواتر میں صرف قلت یا کثرت تعداد کا اعتبار نہیں ہوتا ۔ (۲۸)

جمہور فقہاء ، متکلمین ، اشاعرہ اور معتزلہ کا نظریہ یہ ہے کہ خبر متواتر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے ۔ معتزلہ میں سے کعبی ، ابوالحسین بصری ، اور شوافع میں سے دقّاق اور امام الحرمین کی یہ رائے ہے کہ علم نظری حاصل ہوتا ہے ۔ شریف مرتضیٰ ، اور آمدی کا موقف یہ ہے کہ دونوں ہی نظریئے کمزور ہیں ۔ اس لئے اس بارے میں توقف اختیار کرنا چاہئیے ۔ امام غزالی کی رائے یہ ہے کہ تواتر سے حاصل شدہ علم ان قضیوں کی قسم سے تعلق رکھتا ہے جن کے قیاسات ان کے ساتھ ہی ہوتے ہیں ۔ ان کے نزدیک یہ علم ان معنی میں ضروری ہے کہ اس کے حصول کے لئے درمیان میں ایسے واسطے کے شعور کی ضرورت نہیں جو اس علم تک پہنچائے ، حالانکہ وہ واسطہ ذہن میں موجود ہوتا ہے ، لیکن اس کا شعور نہیں ہوتا ۔ اور اس علم کو اس اعتبار سے ضروری نہیں کہتا جا سکتا کہ یہ بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوتا ہے ۔ جیسے قدیم حادث نہیں ہو سکتا اور موجود معدوم نہیں ہو سکتا ۔ (۲۹) اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی ۔ احناف کے نزدیک متواتر خبر سے جو چیز ثابت ہو ، اس کا علم ضروری ہے اور اس کی حیثیت اس چیز کی طرح ہے جو عینی مشاہدہ سے حاصل ہو ۔ شوافع کے نزدیک خبر متواتر سے حاصل شدہ علم یقینی ہے ، لیکن اکتسابی ہے ضروری نہیں ۔ (۳۰)

علم ضروری و نظری علم الکلام اور منطق کی اصطلاحات ہیں ۔ عام لوگ ان اصطلاحات کے مفہوم سے واقف نہیں ہوتے اس

لئے ہم یہاں مختصراً ان کی تشریح کرتے ہیں ۔ متکلمین نے علم ضروری کی یہ تعریف کی ہے :

العلم الضروری ہو مالا یکون تحصیلہ مقدوراً للمخلوق ۔

علم ضروری وہ ہے جس کا حصول مخلوق کی قدرت میں نہ ہو

اس کی تشریح یہ ہے کہ انسان کو جو علم کسی واسطے ، ذریعہ اور وسیلہ سے حاصل ہوتا ہے وہ علم ضروری نہیں ہے ۔ علم ضروری خود بخود حاصل ہوتا ہے ۔ اور اس سے انفکاک یعنی علیحدگی ممکن نہیں ۔ حواس ظاہرہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ بھی علم ضروری ہے ، کیونکہ ہمیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کب اور کیسے حاصل ہوا ۔ علم ضروری حواس باطنہ سے بھی حاصل ہوتا ہے ، جیسے انسان کو تکلیف و لذت کا احساس ہوتا ہے ۔ تجربہ اور عادت سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ بھی ضروری ہوتا ہے ۔ ایسے امور کا علم جن کا کوئی سبب نہ ہو ۔ اور انسان اپنے ذہن کو ان سے خالی نہ پا سکے ۔ جیسے یہ کہنا کہ نفی اور اثبات دونوں نہ جمع ہو سکتے اور نہ اٹھ سکتے ۔ علم ضروری کی پہچان یہ ہے کہ اس کو ماننے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے اور یہ علم بچوں عورتوں اور عوام کو بھی ہوتا ہے جن میں استدلال کی صلاحیت نہیں ہوتی ۔

متکلمین کبھی علم ضروری کو علم اکتسابی کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں ۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ وہ علم ہے کہ جو مخلوق کو بلااختیار حاصل ہو ۔ اس کے حصول میں مخلوق کی قدرت اور اختیار کا کوئی دخل نہ ہو ۔ اکتسابی سے مراد یہ ہے جو کسب سے حاصل ہو یعنی اپنے اختیار سے اسباب کے حصول اور عقل و نظر کو کسی دلیل کے مقدمات میں استعمال کرنے کو اکتسابی

کہتے ہیں ۔ اس لحاظ سے اکتسابی استدلالی سے زیادہ عام ہے ۔ بعض اوقات وہ علم ضروری کو علم استدلالی کے مقابلہ میں استعمال کرتے ہیں ۔ اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ یہ وہ علم ہے جو کسی دلیل میں غور و فکر کے بغیر حاصل ہو۔ اس فرق کے پیش نظر بعض علماء نے حواس کے ذریعہ حاصل شدہ علم کو اکتسابی کہا ہے اور بعض نے اس کو ضروری کہا ہے ، کیونکہ اس میں استدلال نہیں ہوتا ۔

علم نظری کی تعریف یہ ہے :

العلم المقدور تحصیله بالقدرة الحادثة ۔ (۳۲)

علم نظری وہ ہے جو انسان کی موجودہ قدرت سے حاصل ہو۔

علم ضروری انسان کی قدرت قدیمہ سے حاصل ہوتا ہے جو اس تعریف سے خارج ہے ۔ بعض نے کہا ہے کہ علم نظری وہ ہے جو نظر صحیح یعنی ترتیب مقدمات سے حاصل ہو۔ نظر صحیح یا ترتیب مقدمات انسان کی قدرت میں ہے ۔ علم نظری و اکتسابی دونوں متلازم ہیں ۔

مناطقہ کے نزدیک علم ضروری وہ ہے جس کا حصول کسب و نظر پر موقوف نہ ہو بلکہ بدیہی یا اوّلی ہو ۔ چنانچہ علم بدیہی و اوّلی کو بھی وہ علم ضروری سمجھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک حصول علم کے طریقے مندرجہ ذیل ہیں : بدایت ، احساس ، تواتر ، تجربہ اور حدس ۔ ان سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے ۔ لیکن علم بدیہی اور نظری مختلف اشخاص کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ایک شخص کے لئے ایک چیز بدیہی ہو سکتی ہے ، دوسرے کے لئے نظری ۔ علم ضروری و نظری کے معاملہ میں متکلمین اور مناطقہ کے نظریات میں

فرق یہ ہے کہ اول الذکر علم ضروری و نظری کو علم حادث کی اقسام سمجھتے ہیں ، اس کے برعکس موخر الذکر ان دونوں کو مطلق علم کی قسمیں شمار کرتے ہیں ۔ (۳۳)

جو لوگ تواتر سے حاصل شدہ علم کو ضروری سمجھتے ہیں ذیل میں ہم ان کے دلائل نقل کرتے ہیں ۔

۱ ۔ اگر تواتر سے حاصل شدہ علم نظر ہی ہوتا ، ضروری نہ ہوتا تو یہ ان لوگوں کو حاصل نہ ہوتا جن میں فکرونظر اور استدلال کی صلاحیت نہیں ہے ، جیسے بچے اور عوام ۔ حالانکہ علم ضروری سے کوئی شخص بھی بچ نہیں سکتا ۔ مخالفین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ علم نظری کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جس کے مقدمات نظری ہوں ۔ دوسرے وہ جس کے مقدمات ضروری ہوں ۔ چنانچہ جس کے مقدمات ضروری ہوں گے ، تو بچوں اور عوام کو بھی اس کا علم لا محالہ حاصل ہو گا ۔

۲ ۔ جب ہمیں تواتر سے یہ خبر ملی ہے کہ دنیا میں مکہ ، بغداد اور ایسے ہی دوسرے شہر جو ہم سے بہت دور ہیں موجود ہیں اور ان کو ہم نے نہیں دیکھا ہے ، پھر بھی ان کے وجود پر ہم یقین کر لیتے ہیں ۔ حالانکہ اس بارے میں نہ پہلے ہمیں علم ہوتا ہے اور نہ ہی غور و فکر کے بعد مقدمات ترتیب دیتے ہیں ۔ اگر علم نظری ہوتا تو اس طرح حاصل نہ ہوتا ۔ مخالفین اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ترتیب مقدمات اور استدلال کی حاجت اس وقت ہوتی ہے جب علم ضرورت سے حاصل نہ ہو ۔ علم نظری بھی ضرورت سے حاصل ہوتا ہے ۔ امام غزالی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ نظری وہ علم ہے جس میں شک و شبہ اور اختلاف ہو ۔ کسی کو

عـلم ہو کسی کو نہ ہو ۔ عورتوں ، بچوں اور جو لوگ فکرونظر کی صلاحیت نہیں رکھتے ان کو یہ علم حاصل نہیں ہوتا ۔ اس کے علاوہ علم نظری میں مقدمات کی ترتیب قصداً ہـوتی ہے ۔ اور اس کا ذہن میں شعور بھی ہوتا ہے ۔ لیکن علم ضروری میں ایسا نہیں ہوتا ۔ اگر مخالفین کی اس سے مراد یہ ہے کہ خبر متواتر میں مخبر کی خبر مفید عـلم نہیں ہو سکتی جب تک سـامع کے ذہن میں دو مقدمے ترتیب کے ساتھ مستحضر نہ ہوں ۔ مثلاً یہ کہ خبر دینے والوں کے حالات مختلف ہیں ، ان کے اغراض و مقاصد مختلف ہیں اور کثرت تعداد کی وجہ سے ساز باز کر کے کسی جھوٹی بات پر خفیہ طور پر متفق نہیں ہو سکتے ، لہذا یہ خبر سچی ہو گی ۔ یہ پہلا مقدمہ ہے ۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ وہ سارے کے سارے اس واقعہ کے بارے میں خبر دینے پر متفق ہیں ۔ لہذا ان دونوں مقدموں کی ترتیب کے بعد سامع اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ خبر سچی ہے ۔ یہ مقدمات ہر خبر کے بارے میں غیر شعوری طور پر سـامع کے ذہـن میں ہوتے ہیں ۔ لیکن شعوری طور پر سـامع منطقی انداز میں ان کو مرتب کر کے نتیجہ نہیں نکالتـا ۔ یہی فرق ہے ضروری اور نظـری میـں ۔ اس لئے مخالفین کی دلیل درست نہیں ۔ (۳۳)

۳ ۔ تواتر سے حاصل شدہ علم کی نفی کسی شک و شبہ سے نہیں کی جا سکتی ۔ ضرورت کی یہی علامت ہے ۔ مخالفین نے اس کا بھی یہی جواب دیا ہے کہ یہ اس نظری کے بارے میں کہا جا سکتا ہے جس کے مقدمات نظری ہوں ۔

۴ ۔ جو علم نظری ہوتا ہے اس سے روگردانی ممکن ہوتی ہے ، جیسے عام نظریات میں ہم دیکھتے ہیں ، لیکن جہاں روگردانی ممکن

نہ ہو وہ علم نظری نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے یقینی طور پر یہ علم ضروری ہو گا ۔

۵ ۔ اگر تواتر سے حاصل شدہ علم نظری ہوتا ، تو عقلاء کے درمیان اس پر اختلاف رائے ضرور ہوتا ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے ۔ صرف معاندین ہی اس سے اختلاف کرتے ہیں ۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ علم ضروری ہے ۔ (۳۵)

جو لوگ تواتر سے حاصل شدہ علم کو نظری سمجھتے ہیں ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

۱ ۔ ابو الحسین بصری نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ استدلال ترتیب علوم کا نام ہے ۔ اس کے ذریعہ آدمی دوسرے علم تک پہنچ سکتا ہے ۔ جب اس کا وجود ترتیب پر موقوف ہے تو یہ نظری ہے ۔ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم کی بھی صورت یہی ہے ۔ اس لئے ہم اس کو نظری سمجھتے ہیں ۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ جب کوئی مخبر خبر دیتا ہے تو ہمیں یہ علم ہوتا ہے کہ اس نے کسی روایت کی بنیاد پر یہ خبر نہیں دی ، بلکہ ایک محسوس واقعہ کے بارے میں خبر دی ہے ، جس میں اس کو کوئی التباس نہیں ہو سکتا ۔ اور جھوٹ بولنے کا بھی کوئی محرک نہیں ہے ۔ اس لئے یہ معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹی نہیں ہو سکتی ۔ جب جھوٹی نہیں ، تو سچی ہی ہو گی ۔ لیکن ان امور میں جتنا خلل واقع ہو گا ، اتنی ہی اس خبر کی صحت بھی متاثر ہو گی ۔ اسی کو نظری کہتے ہیں ۔

۲ ۔ اگر خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہوتا تو ہمیں اس کے ضروری ہونے کا بھی علم ہوتا ، جیسا کہ علوم ضروریہ میں ہوتا ہے ، کیونکہ انسان کو کسی چیز کا علم ہو اور وہ اسے

محسوس نہ کرے یہ محـــال ہے ۔ جب علم ضروری کے ضروری ہونے کا شعور نہیں ہے تو یہ علم نظری ہے ۔

۳ ۔ اگر یہ علم ضروری ہوتا تو اہل عقل و دانش کا اس میں اختلاف نہ ہوتا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم نظری ہے ۔

۴ ۔ خبر تواتر سے جــو عــلم حاصل ہوتا ہے وہ اس علم سے قوی تر نہیں ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی خبر سے حاصل ہوتا ہے ۔ یا وہ اس کے مماثل ہے یا کم تر ہے ۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول کی خبر سے جو علم حاصل ھــوتا ہے وہ ضرورت سے نہیں بلکہ استدلال سے حاصل ہوتا ہے ۔ اب جو علم اس کے مماثل ہو وہ کیسے ضروری ہو سکتا ہے بلکہ اس سے کم تر ہے وہ تو بدرجہ اولی نظری ہو گا (۳٦) ۔

مخالفین نے ان میں سے ہر دلیل کا جواب دیا ہے ، لیکن طوالت کے خوف سے ہم اس کو نظر انداز کرتے ہیں ۔

آمدی نے اس مسئلہ میں توقف اختــیار کیا ہے ۔ یعــنی تواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ضروری ہے یا نظری اس بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ۔ اپنے اس موقف کی وہ اس طرح وضاحت کرتے ہیں ۔

مذکورہ بالا دلائل میں جانبین سے تمثیل سے کام لیا گیا ہے ، جو ہمارے لئے مفید یقین نہیں ہے ۔ اور یہ ہو بھی کیسے ســکتا ہے ؟ ۔ یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ایک یقینی عــلم ہوتا ہے ۔ اور خدا اور رسول کی دی ہوئی خــبر سے حــاصل شدہ علم اور اس علم ( خبر تواتر ) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ۔ اس طرح وہ علوم ضروریہ جن کے ضروری ھــونے پر سب کو اتفاق

ہے ، اور اس علم کے درمیان جو خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل ہوتا ہے کوئی فرق نہیں ہے ، کیونکہ ان میں سے ہر ایک علم یقینی ہوتا ہے ۔ ایسے ہی علوم ضروریہ کے ضروری ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل شدہ علم ضروری ہو ۔ بالفرض خدا اور رسول کی دی ہوئی خبر سے حاصل شدہ علم ضروری نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ علوم ضروریہ بھی ضروری نہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانبین سے دونوں کے مآخذ میں ضعف ہے ۔ اور دونوں طرف اپنے اپنے دلائل ہیں ۔ اس لئے یہ لازم ہے کہ ہم ان دونوں میں سے کسی ایک موقف کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنے سے گریز کریں ، اور توقف اور سکوت اختیار کریں (۳۷) ۔

اس مسئلہ میں امام غزالی کا موقف ہم بیان کر چکے ہیں ۔ یہاں اس کی تشریح کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک علم ضروری اور نظری کی تعریف میں اختلاف ہے ۔ اس لئے قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہے یا نظری ۔ کعبی کے نظریہ پر وہ تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نظری سے مراد وہ علم ہے جس میں شک و شبہ ہو ، اور اس کو وہ لوگ حاصل نہ کر سکیں جن میں استدلال کی اہلیت نہ ہو ۔ اس لئے یقیناً تواتر سے حاصل شدہ علم نظری نہیں ہے ۔ اگر یہ بات ہے کہ یہ علم کچھ نظری ہے اور کچھ ضروری تو یہ ناقابل تسلیم ہے ۔ اگر نظری سے مراد یہ ہے کہ تنہا مخبر کا قول مفید علم نہیں ہوتا ، جب تک سامع کے ذہن میں دو مقدمے مرتب نہ ہوں تو یہ بات درست ہے ۔ متواتر خبر سننے کے بعد سامع کے ذہن میں ایک مقدمہ یہ آتا ہے کہ مخبرین

اپنے اختلاف احـوال و اغراض ، اور کثرت تعداد کے ساتھ جھوٹ پر اتفاق نہیں کر سکتے ۔ دوم یہ کہ یہ سب کے سب اس واقعہ کی خبر دینے پر متفق ھیں ۔ امام غزالی یہ تسلیم کرتے ھیں کـه سـامع کے ذھن میں اس قسم کے مقدمات مرتب ہوتے ھیں ، لیکن منطقی طـور پر یہ استدلال کے لئے منظـم نہیں ہوتے ۔ ان کے نزدیک اس امر میں تحقیقی بات یہ ھے کہ ضروری اس علم کو کہتے ھیں جو بلاواسطہ حاصل ھو ۔ جیسے قدیم حادث نہیں ہوتا ۔ اور موجود معدوم نہیں ھو سـکتا ۔ ضروری کی اس تعـریف کی رو سے خبر متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری نہیں ھو سکتا کیونکہ ھم اوپر بتا چکے ھیں کہ یہ عـلم مقدمات کی ترتیب سے حاصل ہوتا ھے ۔ اگر ضروری علم وہ ھے جو ذھن میں کسی واسطے کی شکل کے بغیر حاصل ھو جائے تو خبر تواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ھے ۔ کچھ واسطے ایسے ھیں جو ذھن میں موجود ہوتے ھیں لیکن انسان کو وجہ توسط کا ، اور ان کے ذریعہ حصول علم کا شعور نہیں ہوتا ۔ اس کو علم اوّلی ( بدیہی) کہتے ھیں ۔ لیکن تواتر سے حاصل شدہ علم اوّلی نہیں ھے ، کیونکہ یہ مقدمات کے واسطے سے حاصل ہوتا ھے ۔ یہاں اصطلاح کا فرق ھے

اکثر علماء کے نزدیک ضروری علم اوّلی سے ھی عبارت ھے ۔ نہ یہ کہ یہ ایسا علم ھے جس کو ماننے پر انسان مجبور ھو جائے ، تمام حسابی علوم ضروری ھیں ، حالانکہ وہ نظری ہوتے ھیں ۔ لیکن نظری ہونے کا مطلب یہ ھے کہ وہ اوّلی نہیں ھیں ۔ یہی صورت خبر تواتر کی صداقت کی ھے ۔ اسی کے قریب وہ علم ھے جو تجربہ سے مستفاد ھو ، جس کو اصطلاح میں اطـراد العادات ( عمومی عادات ) کہتے ھیں ۔ جیسے شراب مسکر ھے ۔ (۳۸)

مختصر یہ کہ امام غزالی کے نزدیک متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہے جس کو اوّلی یا بدیہی بھی کہہ سکتے ہیں ۔ اور یہ نظری کے مقابلہ میں ہے ۔

امام شافعی کے نزدیک متواتر سے حاصل شدہ علم ضروری ہوتا ہے لیکن اکتسابی ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبوت کا علم ہمیں معجزات سے حاصل ہوتا ہے ۔

یہ علم ضروری ہے ، لیکن اکتسابی ۔ جو علم ضروری ہوتا ہے اس کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف نہیں ہوتا ۔ خبر متواتر سے حاصل شدہ یقین علم میں لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے یہ اکتسابی ہے ۔ احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ اگر علم ضروری اکتسابی ہوتا تو صرف ان لوگوں کو حاصل ہوتا جن میں اس کی اہلیت ہے ۔ حالانکہ یہ عام ہوتا ہے ۔ بچپن میں ہر شخص اپنے ماں باپ کو خبر کے ذریعہ ہی سے پہچانتا ہے ۔ حالانکہ یہ علم اکتسابی اس کو بالغ ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے ۔ نیز یہ کہ جو علم ضروری ہوتا ہے آدمی اس کے حصول سے بچ نہیں سکتا ، اس کو خود سے دور نہیں کر سکتا ۔ خبر تواتر کی بھی یہی صورت ہے ۔ معجزات میں اس لئے اختلاف ہے کہ اس میں تمیز عقل اور استدلال سے ہوتی ہے ، خبر سے نہیں ہوتی ۔ نیز اختلاف لوگوں کی عقل و فہم میں کمی بیشی کے سبب بھی ہوتا ہے ، جیسے بعض چیزیں جو حواس سے معلوم ہوتی ہیں ان میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے ، حالانکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو چیز حواس سے معلوم ہو اس میں اختلاف معتبر نہیں ۔ بلکہ وہ علم ضروری ہوتا ہے یہی صورت اس علم کی ہے جو خبر متواتر سے حاصل ہوتا ہے ۔ (۳۹)

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ تواتر سے ملنے والی خبر سامع کے لئے مفید علم ہوتی ہے ۔ لیکن بعض مخالفین جیسے سمنیہ اور براھمہ نے تواتر کا انکار کیا ہے ۔ ان کے نزدیک غیر ضروریات میں صرف حواس سے ہی علم حاصل ہو سکتا ہے ۔ خبر سے نہیں ۔ خبر متواتر پر مخالفین نے متعدد اعتراضات کئیے ہیں ، ہم ان کا تجزیہ اور ان کے جوابات ذیل میں پیش کرتے ہیں ۔

۱ ۔ جیسے یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی وقت میں کثیر تعداد میں لوگ ایک قسم کا کھانا کھائیں ، حالانکہ انہیں ایک دوسرے کا کوئی علم نہ ہو ، وہ ایک دوسرے سے دور دراز مقامات میں رہتے ہوں ، ان کے مزاج اور ان کے مقاصد بھی مختلف ہوں ، اسی طرح عادةً یہ محال ہے کہ کثیر تعداد میں لوگ ایک وقت میں ایک ہی واقع کی خبر دیں ۔

تواتر کے قائلین کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے ۔ خبر متواتر میں خبر دینے کے لئے کوئی داعی اور محرک ہوتا ہے ۔ کیونکہ عادةً یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کسی بات کا علم ہوتا ہے تو وہ ضرور دوسرے کو بتاتا ہے ۔ خبر متواتر کے لئے محرک کسی اہم واقعہ کا علم ہے جو ہر شخص کو دوسرے کو بتلانے پر مجبور کرتا ہے ۔ لیکن کھانے کا محرک اشتہا ہے اور عادةً ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سب لوگ ایک وقت میں ایک ہی قسم کا کھانا کھائیں ۔

۲ ۔ جب انفرادی طور پر لوگ قصداً ، بھول کر ، یا ذھول سے جھوٹ بول سکتے ہیں تو اجتماعی طور پر بھی وہ ایسا کر سکتے ہیں، کیونکہ جماعت افراد کے مجموعہ کا نام ہے ۔ اس لئے جو حکم فرد

کا ہو گا وہی جماعت کا ہو گا ، یا جو حکم جـزء کا ہو گا وہی کل کا ہو گا ـ

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی جماعت یا کل کا حکم وہ نہیں ہـوتا جـو فـرد یا جزء کا ہوتا ہے ـ جماعت کا جو اثر ہوتا ہے وہ افراد کا علیحدہ علیحدہ نہیں ہوتا ـ ایک وزنی چیز کو ایک شخص نہیں اٹھا سکتا ـ لیکن چند افراد مل کر اٹھا سکتے ہیں ـ لوگ ایک لشکر کا مقابلہ الگ الگ نہیں کر سکتے ، پـوری فـوج اکٹھـا ہـو کـر کر سکتی ہے ـ اس لئے جماعت اور فرد دو مختلف اعیان ہیں ـ ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ـ

۳ ـ خبر تواتر میں یہ ممکن ہے کہ دو جماعتیں جن کی تعداد کثیر ہو کسی واقعـہ کے بارے میں متضاد خبریں دیں ـ مثلاً ایک جماعت کہے کہ سکندر کا وجود تھا ، دوسری جماعت کہے کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا ـ اس طرح تواتر سے دو متضاد خبریں ملنے کا بھی امکان ہے ـ

اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی بنیاد عادت اور تجربہ پر ہے اور عادةً یہ محال ہے کہ بےشمار لوگ کسی واقعہ کی خبر دیں اور خبریں متضاد ہوں ـ

۴ ـ اگر متواتر خبر مفید عـلم یقینی ہے تو یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں کے بارے میں جو باتیں نقل کرتے ہیں ، جن میں بعض کی تکذیب قرآن مجید سے ہوتی ہے ، وہ سب سچی ہونی چاہئیں ـ حالانکہ ان کی بعض باتیں جھوٹی ہیں ، اور بعض تہمتیں ہیں جو وہ اپنے پر لگاتے ہیں ـ

اس کا جـواب یہ ہے کـہ کہ یہـودی اور عیسائی جو باتیں

اپنے انبیاء کے بارے میں نقل کرتے ھیں ان کی نقل میں تواتر کے شرائط نہیں پائے جاتے ۔ تواتر کے لئے ضروری ھے کہ ابتداء درمیان اور آخر تینوں مرحلوں میں مخبرین کی تعداد کثرت سے ھو ۔ ابتداء میں چند آدمیوں نے خبر دی ، بعد میں وہ پھیل کر مشہور ھو گئی ۔ اس کے علاوہ ان کی یہ خبریں یقین پر مبنی نہیں ھیں ، بلکہ ان کے بعض لوگوں کا ظن ھے کہ ایسا ھوا ھو گا ۔ تواتر کے لئے ضروری ھے کہ ھر شخص کو اس خبر کا یقین ھو ۔

۵ ۔ اگر متواتر مفید علم یقینی ھے تو اس کے اور دوسرے علوم کے درمیان کوئی تفاوت نہیں ھونا چاھئیے ۔ حالانکہ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ خبر متواتر سے حاصل شدہ علم اور اس کلیہ کے درمیان کہ ایک دو کا نصف ھے کافی فرق ھے ۔ یہ بات اس امر کی دلیل ھے کہ تواتر میں نقیضین کا بھی احتمال ھوتا ھے ۔

اس کا جواب یہ ھے کہ یہ بات قابل تسلیم نہیں ھے کہ علوم کے درمیان کوئی فرق نہیں ھوتا ۔ ان میں سے بعض خفی ھوتے ھیں اور بعض جلی ۔ لیکن ان کے درمیان اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ھوتا کہ ایک میں نقیضین کا احتمال ھو اور دوسرے میں نہ ھو ۔ احتمال نقیض کی حد تک علوم کے درمیان فرق نہیں ھوتا ۔ متواتر اور اس کلیہ میں کہ ایک دو کا آدھا ھوتا ھے دونوں میں کسی نقیض کا احتمال نہیں ھے ۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ علوم کے درمیان جلی اور خفی ھونے میں کوئی فرق نہیں ھے تو اس مذکورہ مثال میں ایک سے مانوس ھونے اور دوسرے سے مانوس نہ ھونے کا فرق ھو گا ۔ ایک کے جلی اور دوسرے کے خفی ھونے کا نہیں ۔ (۳۰)

ان تمام شبہات کا فی الجملہ جواب یہ دیا گیا ھے کہ یہ علم

ضــروری میں شک و شبه پیدا کرنا ھے ، کیونکه ھر شخص جانتا ھے که بعض چیزیں بدیھی ھوتی ھیں ، اور ان کا علم بغیر کسی دلیل کے حاصل ھوتا ھے ؟ سوفسطائی عـلوم ضروریه میں تشکیک پیدا کرتے ھیں ۔ ان کے سارے شبہات باطل ھیں ۔ (۴۱)

قاضی ابو الحسن ماوردی نے متواتر کی ایک دوسری ھی تعریف کی ھے جو نه اصول فقه کی کتابوں میں ملتی ھے ، اور نه اصول حدیث کی ۔ ان کے نزدیک خبر کی تین قسمیں ھیں ۔ اخبار استفاضه ، اخبار تواتر اور اخبار آحاد ۔ یہاں ھم صرف پہلی دو قسموں کی تعریف اور ان کے درمیان فرق بیان کریں گے۔ انھوں نے خبر استفاضه کی وھی تعریف کی ھے جو عام علماء اصول اور محدثین نے متواتر کی کی ھےوہ کہتے ھیں که خبر استقاضه اس خبر کو کہتے ھیں که جــو نیک و بد سے شروع ھو کر ھــر طرف پھیل جائے ۔ عالم اور جاھل ھر شخص کو اس کی حقیقت کا علم ھو ۔ اس میں نه مخبر کو کوئی اختلاف ھو اور نه سامع کو کوئی شک ھو ۔ اور ھر طرف وہ اس طرح پھیل جائے که شہرت میں اس کا آغاز اور انجام مساوی ھوں۔ اس قسم کی خبر حال کے اعتبار سے سب سے زیادہ قوی ھوتی ھے ، اور حکم کے اعتبار سے سب سے زیادہ ثابت و پخته ۔ اس کے مقابله میں متواتر خبر ایک شخص سے شروع ھوتی ھے ۔ اور ایک ایک کر کے ناقلین کی تعداد کثیر ھو جاتی ھے اور اس قدر بڑھ جاتی ھے که ان کے بارے میں یه نہیں کہا جا سکتا که وہ خفیه سمجھوتا کر کے کسی جھوٹی بات پر متفق ھو گئے ھیں ، یا وہ کوئی غلط خبر دے رھے ھیں ۔ ان کی خبر کے بارے میں کسی طرح کا شــک و شبه نہیں کیا جا سکتا ۔ ابتدا میں خبر متواتر خبر واحد ھی ھوتی ھے۔ یعنی ایک شخص سے اس کا آغاز

ہوتا ہے۔ آخر میں یہ اتنی مشہور ہو جاتی ہے کہ خبر متواتر بن جاتی ہے۔ ابتدا میں خبر متواتر خبر استفاضہ کے مخالف ہوتی ہے لیکن آخر میں وہ اس کے موافق ہو جاتی ہے۔

ان دونوں کے درمیان تین فرق ہیں : پہلا فرق ابتدا اور انتہا میں ہے ، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ دوم یہ کہ خبر استفاضہ میں خبر دینے والے کا عادل ہونا ضروری نہیں۔ سوم یہ کہ خبر استفاضہ بلاقصد روایت پھیل جاتی ہے ؟ لیکن متواتر خبر روایت کے قصد سے پھیلتی۔

چند باتوں میں دونوں مشترک ہیں۔ ان سے حاصل شدہ علم کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔ دونوں میں خبر دینے والوں کی تعداد محدود نہیں ہو سکتی۔ دونوں میں خبر دینے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ان کا خفیہ طور پر جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔ ہر زمانہ میں اتنی ہی تعداد ہوتی ہے۔ نمازوں میں رکعات کی تعداد اور زکوۃ کا نصاب مستفیض احادیث سے ثابت ہیں۔ (۴۲)

قاضی ماوردی نے جو خبر کی تقسیم کی ہے ، یہ دونوں ان کی خاص اصطلاحیں ہیں ، جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ماوردی کا یہ قول کہ مستفیض متواتر سے زیادہ قوی ہوتی ہے ، یہ ان کی اپنی اصطلاح ہے۔ ورنہ محدثین کی نزدیک ایسا نہیں ہے۔ (۴۳) ماوردی نے خبر متواتر کی جو تعریف کی ہے علماء اصول ایسی خبر کو متواتر الفرع کہتے ہیں۔ (۴۴)

پروفیسر سائمن وان ڈن برگ کا خیال ہے کہ خبر متواتر کا تصور مسلمانوں نے یونانی فلاسفہ سے لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان متکلمین کسی ملک یا شہر کے بارے میں ایسی مسلسل خبر جو عینی

مشاهدہ پر مبنی ہو اور درمیان میں کوئی وقفہ نہ ہو یقینی حد تک معتبر سمجھتے ہیں ۔ اس کو وہ خــبر متواتر کہتے ہیں ۔ اس مسئلہ میں وہ ان یونانی فلسفیوں کا اتباع کرتے ہیں جو تجربیت یا اصول تجربی ( Empiricism ) کے قائل ہیں ۔ وہ بھی مشاہدہ کے بعد کسی ملک یا شہر کے وجود کے بارے میں مسلسل خبر کو یقین کی حد تک معتبر سمجھتے ہیں ۔ (۴۵)

بلاشبہ علماء اصول خبر متواتر کی اساس عادت اور تجربہ کو قــرار دیتے ہیں ۔ اس کی مشروعیت وہ قرآن و سنت سے ثابت نہیں کرتے ۔ اس لئے ہو سکتا ہے جزوی طور پر اس مسئلہ میں وہ فلاسفہ یونان سے مــتاثر ہوں ۔ تاہم پروفیسر سائمن وان ڈن برگ نے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہــوتا ہو کہ مسلمانوں میں سے فلاں فقیہ یا فقہاء نے فلاں دور میں اس تصور کو یونانیوں سے اخذ کیا تھا ۔ دو تصورات کے درمیان مماثلت یقینی طور پر اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ مسلمانوں نے قطعی طور پر اس تصور کو یونانیوں سے ہی اخذ کیا ہو ۔ بےشمار چیزیں عقل و تجربہ سے ثابت ہیں ، اور ہر دور میں ان کو مسلمات میں سے تســلیم کــیا گیا ہے ۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ مسلمانوں نے اپنے علوم و فنون میں اس قسم کے مسلم اصولوں کو خود اپنی عقل و فکر سے وضع کیا ہو ۔ مختلف تہذیبوں کا باھمی عمل اور رد عمل اور ایک دوسرے سے اخذ و استفادہ ایک مستقل موضوع ہے ۔ یونانی تہذیب و ثقافت سمیت کوئی تہذیب یہ دعوی نہیں کر سکتی کہ اس نے اپنی ماقبل تہذیبوں سے استفادہ نہیں کیا ۔ اگر بات عقل و تجربہ کی ہی ٹھہری تو ہــو ســکتا ہے یونانیوں نے بھی اس تصور کو کہیں اور سے اخــذ کیا ہو ۔

امام فخر الاسلام بزدوی کہتے ہیں کہ جو شخص خبر متواتر کا انکار کرتا ہے وہ انتہائی بےوقوف ہے ، عقل سے عاری ہے ۔ نہ وہ اپنے آپ کو پہچانتا ، نہ اپنے دین اور دنیا کو ، اور نہ اپنی ماں اور نہ اپنے باپ کو ۔ ان سب چیزوں کا علم اس کو خبر متواتر سے ہی حاصل ہوتا ہے ۔ تواتر کا انکار در حقیقت مشاہدہ کا انکار ہے ۔ (۳٦) علماء اصول کے ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے مسلمات کا خود انہیں بھی علم تھا ۔

آخر میں ہم متواتر احادیث کے بارے میں مختصراً گفتگو کرتے ہیں ۔ یہ بات واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی احادیث خبر متواتر سے ثابت ہیں ۔ کیونکہ تواتر کا تعلق مشاہدہ ، محسوس اشیاء اور اعمال سے ہوتا ہے اس لئے متواتر احادیث کا اطلاق بھی زیادہ تر فعلی حدیثوں پر ہوتا ہے ۔ تواتر کے بارے میں مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں یہی بات معقول معلوم ہوتی ہے ۔ تاہم محدثین کے درمیان یہ اختلاف رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی متواتر احادیث کی تعداد کتنی ہے ۔ اکثر محدثین ان کی تعداد بہت قلیل بتاتے ہیں ۔ ابن الصلاح اور بعض دیگر محدثین کی یہی رائے ہے ۔ ابن حجر عسقلانی اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جن محدثین نے متواتر قولی احادیث کی تعداد بہت کم بتائی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ انہیں احادیث کی مختلف سندوں ، راویوں کے حالات اور ان کی صفات کے بارے میں علم نہیں تھا ۔ اگر انہیں ان چیزوں کا علم ہوتا تو وہ یہ سمجھ سکتے کہ عادةً یہ بعید ہے کہ ایک حدیث کے راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو ، اور وہ جھوٹ پر متفق ہو جائیں ۔ درحقیقت متواتر احادیث کی تعداد بہت ہے ۔ اور اس کی

دلیل یہ ہے کہ مشہور اور متداول حدیث کے مجموعوں میں ، جو مشرق و مغرب میں اھل علم کے ھاتھوں میں ھیں ، ایسی احادیث بکثرت موجود ھیں جن کی اسانید ( طرق ) تعداد میں اتنی زیادہ ھیں کہ عادةً یہ محال ہے کہ اتنے بے شمار راوی کسی جھوٹی بات پر متفق ھو جائیں ۔ کسی ایک حدیث کی مختلف اسانید اور راویوں کی کثرت تعداد سے یہ ظاھر ھوتا ہے کہ یہ ساری روایات مجموعی طور پر مفید علم یقینی ھیں ۔ تواتر اسی کا نام ہے(۴۷) ۔ امام نووی یہ فرماتے ھیں کہ فقہ اور اصول فقہ میں متواتر کی جو اصطلاح مروج ہے محدثین اس کا ذکر نہیں کرتے ۔ اس قسم کی متواتر روایات بہت قلیل ھیں ، بلکہ نہ ھونے کے برابر ھیں ۔ زین الدین عراقی اس کا یہ جواب دیتے ھیں کہ محدثین متواتر احادیث کی نشاندھی اشاروں سے نہیں کرتے ، بلکہ حدیث کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ھمیں یہ الفاظ ملتے ھیں ۔ تواتر عنه کذا ۔ یعنی فلاں راوی سے یہ حدیث تواتر کے ساتھ مروی ہے ۔ یا الحدیث الفلانی متواتر ۔ یعنی فلاں حدیث متواتر ہے (۴۸) ۔

مذکورہ بالا بیانات پر تبصرہ کرتے ھوئے حافظ جلال الدین سیوطی لکھتے ھیں کہ انھوں نے متواتر احادیث پر ایک مستقل ایک کتاب لکھی ھے ۔ اور ان سے پہلے کسی نے اس جیسی کتاب نہیں لکھی اس کتاب کا نام الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ ھے (۴۹) ۔ اس کتاب میں انھوں نے متعدد ابواب قائم کئے ھیں ۔ اور ھر حدیث کی مختلف سندیں بتائی ھیں ۔ بعد میں انھوں نے اس کتاب کا خلاصہ لکھا اور اس کا نام قطف الازھار رکھا ۔ اس کتاب میں انھوں نے متواتر احادیث درج کی ھیں ان میں سے چند یہ ھیں ۔

حدیث حوض کوثر جس کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ـ موزوں پر مسح سے متعلق حدیث جس کو ستر سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ـ رفع الیدین کی حدیث کو پچاس سے اوپر صحابہ نے روایت کیا ھے ـ ایک مشہور حدیث ھے کہ اللہ تعالی اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے پھر اس کو یاد رکھے ـ اس کو تیس سے اوپر صحابہ نے نقل کیا ھے ـ یہ حدیث کہ قرآن مجید سات حروف ( لہجوں ) میں نازل ھوا ھے ، اس کو ستائیس صحابہ نے روایت کیا ھے ـ ایک مشہور حدیث ھے کہ جو شخص اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا ـ اس حدیث کو بیس صحابہ نے نقل کیا ھے ـ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث بھی متواتر ھیں : ھر نشہ آور چیز حرام ھے ـ اسلام کا جب آغاز ھوا تو وہ اجنبی تھا ـ قبر میں منکر و نکیر کے سوال سے متعلق حدیث ـ ایک مشہور حدیث ھے کہ آدمی جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ھے وہ اس کے لئے آسان کر دی جاتی ھے ـ جس سے انسان محبت کرتا ھے وہ اس کے ساتھ ھو گا ـ ایسے لوگوں کو جو مسجدوں میں رات کے وقت تاریکیوں میں جاتے ھیں قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری دیدو ـ (۵۰) ایک مشہور حدیث ھے : من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ـ یعنی جو شخص میری طرف قصداً کوئی جھوٹی بات منسوب کرے ، اس کو چاھئیے کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے ـ اس حدیث کو متواتر کہا جاتا ھے ـ

ابن الصلاح نے کہا ھے کہ اس کو باسٹھ صحابہ نے روایت کیا ھے ـ زین الدین عراقی نے کہا ھے کہ ستر سے زیادہ صحابہ نے اس کے متن کو روایت کیا ھے ـ ان میں سے دس عشرہ مبشرہ ھیں ـ امام نووی نے

کہا ھے کہ دو سو صحابہ نے اس کو روایت کیا ھے (۵۱)۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالہ الازھار المتناثرہ میں ان احادیث کو متواتر شمار کیا ھے جن کو کم از کم دس صحابہ نے روایت کیا ھے (۵۲)۔

## حواشی و حوالہ جات

۱ ۔ ملاجیون ۔ نور الانوار ۔ دھلی ۔ مطبع علیمی ۔ ۱۹۳۶ ۔ ص ۱۷۶ ۔ ۱۷۷ ۔

۲ ۔ امام رازی ۔ المحصول فی علم الاصول ( عکسی قلمی ) مکتبہ دارالعلوم اسلامیہ پشاور ۔ ورق ۱۵۱ ( الف ) ، شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ قاھرہ ۔ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۔ ۱۳۴۷ ھ ۔ ص ۳۷ ، آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ قاھرہ ۔ مطبعہ المعارف ۔ ۱۹۱۴ ۔ ج ۲ ۔ ص ۲ ۔ ۳

۳۔ امام رازی ۔ المحصول فی علم الاصول ۔ ( عکسی قلمی ) ۔ محولہ بالا نسخہ ورق ۱۵۱ ۔ ۱۵۲۔ شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ محول بالا ایڈیشن ۔ ص ۳۸ ۔

۴ ۔ شوکانی ۔ ارشاد الفحول ۔ ص ۳۸ ۔

۵ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۲ ۔

امام غزالی خبر ، عبارت ، اور کلام نفسی میں فرق کرتے ھیں ۔ ان کے نزدیک خبر ایسے کلام کی ایک قسم ھے جو نفس کے ساتھ قائم ھو ، یعنی کلام نفسی ھو ۔ عبارت ایسی آوازوں کا نام ھے جس کے ٹکڑے کئے جا سکتے ھیں ۔ جیسے ,, زید قائم و ضارب ،، ( زید کھڑا ھے ، اور مارنے والا ھے ) ۔ یہ جملہ اپنی ذات سے خبر نہیں ھے ۔ بلکہ یہ اس وقت خبر بنے گا جب کوئی شخص اپنے ذھن میں موجود اس بات کا اظہار قصداً الفاظ میں کرے ۔ یہی جملہ اگر سوئے ھوئے شخص یا مغلوب الحال کی زبان سے نکلے تو اس کو خبر نہیں کہیں گے ۔ کلام نفسی خبر اس وقت کہلاتا ھے جب کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کو اسی طرح اپنے الفاظ میں ادا کرے جو اس کے ذھن میں ھو ۔ اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ھو ۔

امام غزالی ۔ المستصفی من علم الاصول ۔ قاھرہ ۔ مطبعہ مصطفی محمد ۱۹۳۷ ۔ ج ۱ ، ص ۸۵

۶ ۔ امام غزالی ۔ المستصفی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۹ ۔ ۳۱ ، ۸۷ ۔

۷۔ امام راغب اصفہانی ۔ معجم مفردات القرآن ۔ المکتبہ المرتضویہ ۔ ۱۹۷۲ ۔ ص ۵۴۸ ( مادہ وتر )

۸ ۔ امام سرخسی ۔ اصول السرخسی ۔ قاھرہ ۔ مطابع دارالکتاب العربی ۔ ۱۳۷۲ ھ ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۸۲ ۔

۹ ۔ ابن الحاجب ۔ مختصر المنتھی مع شرح الایجی ۔ قسطنطنیہ ۔ ۱۳۰۷ ھ ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۵۰ ۔ ۱۵۱ ۔

۱۰ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۰ ۔ ۲۱ ۔

۱۱ ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ۔ نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر ۔ کراچی ۔ مطبع سعیدی ۔ تاریخ طباعت درج نہیں ۔ ص ۹ ۔

۱۲ ۔ ایضاً ۔ ص ۱۲ ۔

۱۳ ۔ قرافی ۔ شرح تنقیح الفصول ۔ بولاق ۔ المطبعہ الخیریہ ۔ ۱۳۰۶ ھ ۔ ص ۱۵۱ ۔

۱۴ ۔ حافظ جلال الدین سیوطی ۔ تدریب الراوی ۔ قاھرہ ۔ المطبعہ الجزریہ ۱۳۰۷ ھ ۔ ص ۱۹۱ ۔

۱۵ ۔ علامہ انور شاہ کشمیری ۔ فیض الباری ۔ مجلس علمی ڈابھیل ۔ مطبوعہ قاھرہ ۔ ۱۹۳۸ ۔ ج ۱ ۔ ص ۴۰ ۔ انور شاہ کشمیری ۔ اکفار الملحدین فی ضروریات الدین ( اردو ترجمہ ) ۔ کراچی ۔ مجلس علمی ۔ ۱۹۶۸ ۔ ص ۵ ۔ ۶ ۔

۱۶ ۔ ابن الحاجب کے نزدیک یہ شرط ضروری نہیں ہے ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر اس سے مراد سارے لوگوں کا علم ہے تو یہ شرط باطل ہے ، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بعض کو اس کا یقینی علم ہو ، اور بعض تقلید میں کہہ رہے ہوں ، اور کچھ ظن و گمان کی بنا پر ۔ اگر اس سے بعض کا علم مراد ہے تو اس کے لئے یہ تین شرطیں کافی ہیں : کثرت تعداد ، ہر زمانہ میں تعداد برابر ہونا ، اور محسوس چیز کے بارے میں خبر دینا ۔ ابن الحاجب ۔ مختصر المنتھی مع شرح الایجی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۵۳ ۔ ۱۵۴ ۔

۱۷ ۔ امام الحرمین نے اس شرط پر اعتراض کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ تواتر سے مقصود علم ضروری کا حصول ہے : کبھی یہ حواس سے مرتب ہوتا ہے اور کبھی قرائن احوال سے ۔ اس لئے یہ حس کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ۔ اگر کسی شخص کا چہرہ سرخ ہو رہا ہے تو حس یہ ادراک نہیں کر سکتی کہ اس کا سبب شرم ہے یا غصہ یا خوف ۔ اس قسم کے حالات میں عقل ہی تمیز کر سکتی ہے ۔ اس لئے حس کی قید کا کوئی فائدہ نہیں ۔ امام الحرمین ۔ البرھان فی اصول الفقہ ( تحقیق عبدالعظیم الدیب ) ۔ قطر ۔ خلیفہ بن حمد آل ثانی ۔ ۱۳۹۹ ھ ۔ ج ۱ ۔ ص ۵۶۸ ۔

۱۸ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۷ ۔ ۳۸ ۔ امام غزالی ۔ المستصفی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۸۶ ۔ ۸۷ ۔

امام الحرمین نے اس شرط سے اختلاف کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ کبھی متواتر خبر آحاد بن جاتی ہے ، اور کبھی بالکل ہی مٹ جاتی ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو متواتر احادیث مروی ہیں ان میں تو یہ شرط پائی جاتی ہے ۔ ہر دور میں ان کے راوی کثرت سے رہے ہیں ۔ لیکن یہ تواتر کے شرائط میں سے یہ شرط نہیں ہو سکتی ۔ امام الحرمین ۔ البرھان فی اصول الفقہ ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۵۸۱ ۔

۱۹ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۸ ۔

۲۰ ۔ فخر الاسلام بزدوی نے یہ شرط لگائی ہے ۔ ملاحظہ ہو اصول البزدوی ۔ برحاشیہ کشف الاسرار بیروت ۔ دارالکتاب العربی ۔ ۱۹۷۴ ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۶۱ ۔

۲۱ ۔ آمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۳۱ ۔ ۳۵

۲۲ ـ ابن الحاجب ـ مختصر المنتهی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۱۵۳ ـ
۲۳ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۷ ـ ۸۸ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۵ ـ ۵۷۶ ـ
۲۴ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۴۹ ـ ۵۰ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۶ ـ ۵۷۸ ـ امام غزالی ـ المنخول ـ دمشق ـ دارالفکر ـ ۱۹۷۰ ـ ص ۲۳۰
۲۵ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۳ ـ ۵۷۵ ـ
۲۶ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۸ ـ ۸۹ ـ محب اللہ بہاری نے تدریج کا جواب یہ دیا ہے کہ جب جم غفیر کسی خبر کو نقل کرے تو اس میں تدریجاً علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ دفعۃً حاصل ہوتا ہے ـ اس لئے تدریج اور ترتیب مقدمات کی ضرورت نہیں رہتی ـ ( عبدالعلی بحر العلوم ـ فواتح الرحموت ـ مکتبہ المثنی بغداد ـ ۱۹۷۰ ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۳ )
۲۷ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۸۸ ـ ۸۹ ـ
۲۸ ـ امام الحرمین ـ البرہان ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۵۷۷ ـ
محب اللہ بہاری کہتے ہیں کہ مخبر ، سامع اور مضمون خبر کے مختلف احوال کے اعتبار سے بھی تواتر میں مخبرین کی تعداد میں فرق پڑ سکتا ہے ـ مثلاً اگر مخبرین عادل ہوں تو ان کی تعداد کم بھی ہو تب بھی مفید علم ہو گی ـ لیکن بعض اوقات فاسق مخبرین کی زیادہ تعداد بھی مفید علم نہیں ہوتی ـ سامعین میں اگر صاحب اقتدار لوگ ہوں تو جھوٹی خبر پر وہ سزا بھی دے سکتے ہیں ـ اس لئے اگر تعداد تھوڑی ہو تب بھی اس کے سچ بولنے کا قوی احتمال ہے ـ اگر کوئی خبر بادشاہ کے اسرار سے متعلق ہو ، تو مخبرین کی تعداد تھوڑی بھی ہو سکتی ہے ـ اور وہ مفید علم ہو گی ـ ( عبدالعلی بحر العلوم ـ فواتح الرحموت ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۰ )
۲۹ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۲۷ ـ
۳۰ ـ امام سرخسی ـ اصول السرخسی ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۲۹۱ ـ
۳۱ ـ محمد اعلی تھانوی ـ کتاب کشاف اصطلاحات الفنون ـ کلکتہ ـ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ـ ۱۸۶۲ ء ـ ج ۱ ـ ص ۸۸۱ ـ
۳۲ ـ ایضاً
۳۳ ـ ایضاً ـ ص ۸۸۱ ـ ۸۸۳ ـ نیز دیکھئے ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ محولہ بالا ایڈیشن ج ۱ ـ ص ۸۶ ـ
۳۴ ـ امام غزالی ـ المستصفی ـ ج ۱ ـ ص ۸۵ ـ ۸۶ ـ
۳۵ ـ آمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ محولہ بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۲۷ ـ ۳۰ ـ
۳۶ ـ ایضاً ـ ج ۲ ـ ص ۳۰ ـ ۳۳ ـ
۳۷ ـ ایضاً ـ ج ۲ ـ ص ۳۳ ـ
۳۸ ـ امام غزالی ـ المستصفی

۳۸ ۔ امام غزالی ۔ المستصفی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص د ۔ ۸۶ ۔
۳۹ ۔ امام سرخسی ۔ اصول السرخسی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۹۱ ۔
۴۰ ۔ عبدالعلی بحر العلوم ۔ فواتح الرحموت ۔ بغداد ۔ مکتبہ المثنی ۔ ۱۹۷۰ ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۱۳ ۔ ۱۱۴ ۔
۴۱ ۔ ایضاً ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۱۳ ۔
۴۲ ۔ ابو الحسن ماوردی ۔ ادب القاضی ۔ بغداد ۔ مطبعة الارشاد ۔ ۱۹۷۱ ، ص ۳۷۱ ۔ ۳۷۲ ۔
۴۳ ۔ حافظ ابن کثیر ۔ الباعث الحثیث ۔ بحوالہ ماوردی ۔ ادب القاضی ۔ ج ۱ ۔ ص ۳۷۱ ( حاشیہ )
۴۴ ۔ امام سرخسی ۔ اصول السرخسی ۔ ج ث ۔ ص ۲۹۱ ۔
۴۵ ۔ Simon Van den Bergh , Averroes , Tahafut al — Tahafut , Oxford , 1954 , II , 161
۴۶ ۔ فخر الاسلام بزدوی ۔ اصول البزدوی ۔ برحاشیہ کشف الاسرار ۔ ج ۲ ۔ ص ۹۲ ، ۔
۴۷ ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ۔ شرح نخبة الفکر ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ص ۱۲ ۔ ۱۳ ۔
۴۸ ۔ حافظ جلال الدین سیوطی ۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ۔ قاھرہ ۔ المطبعہ الخیریہ ۔ ۱۳۰۷ ھ ۔ ص ۱۸۹ ۔
۴۹ ۔ یہ کتاب مطبعہ دارالتالیف قاھرہ سے ۱۳۷۱ ھ میں شائع ہو چکی ہے ۔
۵۰ ۔ سیوطی ۔ تدریب الراوی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ص ۱۹۰ ۔ ۱۹۱ ۔
۵۱ ۔ ایضاً ۔ ص ۱۹۰ ۔
۵۲ ۔ بحوالہ محی ھلال السرحان ۔ حاشیہ بر ادب القاضی للماوردی ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۱ ۔ ص ۳۷۱ ۔